بعون سبحان و کرم رحمان و فضل خلاق زمن میں

حاشیہ العرائس

مطبع منشی نولکشور میں مطبوع ہوا چھاپا ہوئی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی خلق آدم وحوا وبث منہما رجالا کثیرا ونساء والصلوۃ علی نبیہ سید الانبیاء الذی طلق الدنیا ورغب عنہا وعلی صہرہ المزوج فوق السماء بالبتول العذراء وکان ولی عقدہا رب الارض والسماء وعلی الہ الذین زینوا وشیدوا الشریعۃ الغراء وبینوا احکام الملۃ البیضاء اما بعد خطبہ خوان دیباچہ تجرید انی صیغہ کوان بحث کج مج بیانی سزاوار عدم ایجاب سوال خواستگار قبول اہل کمال نظم شکستہ شہوات نفوس امارہ مطیع وشیفتہ بیرزال غدارہ علی بن محمد الدعو بامراد علی غفر اللہ ولوالدیہ وابستہ خدمات حضرات مومنین مین کہ مصدوقہ مقولہ وزروجنا ہم مجبور عین ہین عرض پرداز ہے کہ سابق ازین حسب ارشاد فیض بنیاد جناب قدسی القاب حضرت سلطان العلما علیہ شابیب المغفرۃ والرضوان بعض مسائل ضروریہ نکاح وطلاق وغیرہ کتب احادیث آئمہ انام ع اور اقوال علماے کرام او کتب متداولہ مثل شرائع الاسلام وشرح لمعہ وجواہر الکلام سے منتخب کرکے زبان اردو عام فہم مین لکھنی شروع کی تھی ہنوز صورت اختتام آئینہ زیباے ظہور مین جلوہ نما نہوئی تھی کہ جناب ممدوح یکایک بتجویزہ بلاے فانی سے بیزار او بہ بخوابہ رحمت الہی سے ہمکنار ہوئی شاہد مامول حجلہ اختفا

مین پوشیدہ و محتجب ہا نظم آہ از ظلم چرخ دولابی + تشنہ را میکشند زبی آبی + بطرفہ چرتی بمن زدست کنون + ملال از رنگ اکمت دل بسینہ درون + یکطرف این عجوز غدارہ + پردغل زشت بیوہ و مکارہ + میدہد صدمہ ہای پی در پی + وای از ظلم و جور و آفت وی + یکطرف نفسکی عدو ست مرا + رغبت معصیت از وست مرا + صرف ہمت بسوی گنہگاری + از رضای حبیب بیزاری + ای خدا بندہ ات گنہگار است + قابل خشم و لایق نار است + لیک امیدوار رحمت تست + خواستگار نعم و جنت تست + صاحب رحم و لطف و غفرانی + حسرت خاطرم تو میدانی + غرض بسبب ناتفاقی زمانہ کج ادا + اور تسوز و نافرمانی غدار دنیا بیوفا نوبت اتمام کی نہ آئی بالفعل توسیط و مشاطگی تحریک بعض احباب اِن خرائد فوائد کا نّہن الیاقوت والمرجان اور دوشیزکان عفت لم یطمثہن انس قبلہم ولا جان کو ہزار پریشانی حال و تشتت بال کے مسخر بسحر حلال اور طالب وصال اہل فضل و کمال کیا من بعد اس و جیزہ رائقہ او رعجالہ فائقہ کو ایک مقدمہ اور سات مطلب اور خاتمہ پر مرتب کرکے مجالس عدیدہ اور اوقات سنجیدہ مین نظر اقدس جناب استاذی و ملاذی سیدی و سندی ناظم بادی دین و رہبر دنیا + سالک مسلک طریق ہدا + زاہد و متقی و راہنما + عالم و عامل و ولی خدا + حاکم کشور خداولی + ناظم چارسوی ایمانی + آفتاب سپہر جاہ و جلال + ماہ تابان آسمان کمال + افضل الناس جناب مفتی سید محمد عباس ادام اللہ ظلالہ و معالیہ و بارک ایامہ و لیالیہ مین گزرانا اور جناب ممدوح نے بتوجہ تمام استماع فرمایا اور بعد تصحیح جملہ مقامات کے جابجا افتادی اپنے کہ قرین احتیاط تھے ثبت فرما کر زیور اصلاح سے آراستہ کیا اور حلیۃ العرایس مسمی فرمایا امید ناظرین با تمکین و وقار اور صاحبان بصیرت و اعتبار سے یہہ ہے کہ بعد ملاحظہ ان اوراق پریشان کی خطا و زلل سے درگذر کرین اور بنظر ترحم نظر کرین اسواسطے

بہ جرتہ زدن یعنی و تغافل ۱۲ از زبان وغیرہ

اسواسطے کہ ہر ایک گنہگار ہون اور دعاے مغفرت کا امیدوار ہون زمانیکا یہہ نیرنگ ہے کہ پای سعی وکوشش لنگ ہے اور آسمان ایسا آمادہ جنگ ہے کہ عرصہ گفتگو تنگ ہے اور اپنا یہہ رنگ ہے کہ عاقبت کو بھی مجھسے ننگ ہے نظم رہ عصیان مین آوارہ ہوا ہون + غلام نفس امارہ ہوا ہون + خس طوفانی بحر مصائب + محل سنگ باران نوائب + سبق خوان دبستان جہالت + زمین گیر زوایاے بطالت + غبار خاطر تازی و فرسی + متاع کاروان کس مپرسی + زبان دان لغات یاوہ گوئی + شناسای نکات عیب جوئی + نمک پروردہ زہر تلخ کامی + شہیر عالم گم کردہ نامی + کباب آتش افسردہ گی ہون + عزیز خاطر پژمردہ گی ہون + سیہ بختی کا مین نور نظر ہون + دل صد پاک کا لخت جگر ہون + شکست خاطر مایوس ہون مین + مرادملا لع منحوس ہون مین + خرابی کی فقط بستی ہے مجھسے + عروج طالع پستی ہے مجھسے + سراغ کلخن طبع فسردہ + چراغ قبر حسرت ہائی مردہ + مدار گردش چرخ کہن ہون + بلای ناگہانکا وطن ہون مکان بندگی در پر اڑا ہون + دکان فقر مین گردی پڑا ہون + نہین بھاتی ہے مجھے خلوت کسیکی + پسند آئی ہے صحبت بیکسی کی + نہین ہے آبرو کچھ میری اصلا + مگر اتنی کہ اشک چشم عنقا + دعای خیر کا طالب ہون سب سے + مجھے بخشالو کہکے میری رب سے +

واللہ ولی التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق تفصیل مقدمہ ومطالب خاتمہ یہہ ہے مقدمہ فضیلت وآداب نکاح مین ہے اور اوسمین دو فصلین ہین **فصل** پہلی فضیلت نکاح مین **فصل دوسری** آداب اور احکام خواستگاری مین **مطلب** پہلا بیان مین ان عورتون کے کہ مردون پر حرام ہین **مطلب** دوسرا اون عیوب مین ہے کہ جو باعث فسخ نکاح ہین بغیر طلاق کے **مطلب تیسرا** اولیاے عقد مین **مطلب چوتھا** عقد دائمی اور لوازم مین اوسکی اور اوسمین چار فصلین ہین **فصل** پہلی تعیین زوج وزوجہ مین **فصل دوسری** بیان مہر مین **فصل تیسری** صیغہ ایجاب وقبول مین

فصل چھٹی آداب عقد اور آداب مجامعت مین مطلب ۵ احکام نکاح منقطع مین مطلب ۶
غلام و کنیز کے مناکحت مین مطلب ۷ متعلقات نکاح مین اور اوسمین پانچ فصلین ہین فصل ۱
بیان مین حقوق شوہر کے کہ زوجہ پر ہین فصل ۲ بیان مین حقوق زوجہ کے کہ شوہر پر ہین فصل ۳
بیان مین اون حقوق کے کہ جو اولاد کے ابوین پر ہین مثل رضاعت و حضانت اور عقیقہ
اور ختنہ کے فصل ۴ بیانمین حقوق والدین کے کہ جو ذمہ اولاد کے ہین فصل ۵ بیان مین حقوق
مومنین اور مملوک اور حیوانات کے خاتمہ مشتمل ہے چار فصلون پر فصل ۱ طلاق مین اور اقسام
و احکام طلاق مین فصل ۲ بیان عدہ مین فصل ۳ بیان خلع اور مبارات مین فصل ۴
بیانمین ظہار و ایلاد لعان کے و ہا انا اشرع فی المقصود مستعینًا بولی الخیر والجود مقدمہ
فضیلت اور آداب نکاح مین اور اوسمین دو فصلین ہین فصل ۱ فضیلت نکاح مین مخفی نہ ہے
قطع نظر اسکے کہ مناکحت اور ازدواج طبایع انسانمین مرغوب و محبوب ہے شریعت غرا
اور ملت بیضا مین بھی ممدوح و مندوب ہے بلکہ ہر گاہ شرایط وجوب کی متحقق ہون تو واجب
و لازم اور تارک اوسکا مذموم و نادم ہوگا اور تحریص اور ترغیب اسکی آیات و احادیث سے
ظاہر و باہر ہے چنانچہ حق سبحانہ تعالے فرماتا ہے وَانکحوا الایامی منکم والصالحین من
عبادکم و امائکم ان یکونوا فقراء یغنھم اللہ من فضلہ واللہ واسع علیم حاصل مضمون اس
آیہ وافی ہدایہ کا واللہ علیم یہ ہے کہ نکاح کردین اولیا عقد زنان ناکتخدا اور مردان بے زن کو
اور تزویج کردین اپنے کنیز و غلامونکو کہ صلاحیت اور قابلیت رکھتے ہون اور خوف عسرت
و ناداری اور فقر و گرفتاری کا نکرین اگر محتاج ہونگے تو حق سبحانہ تعالے اپنے فضل و
کرم سے اونکو غنی فرمایگا جواہر الکلام مین جناب شیخ محمد حسن نجفی علیہ الرحمہ نے بروایت
اسحاق بن عمار نقل کیا ہے کہ اونہون نے خدمت با سعادت جناب امام بحق ناطق

حضرت جعفر صادق علیہ السلام مین عرض کی کہ آیا یہ حدیث صحیح ہے کہ ایک شخص نے خدمت
جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین فقر و پریشانی کی شکایت کی حضرت نے
فرمایا کہ نکاح کر حسب الحکم وہ عمل مین لایا فقر و احتیاج مرتفع نہوئی پھر شاکی ہوا حضرت نے
پھر امر بنکاح فرمایا تا اینکہ یون تین مرتبہ وہ شکایت کی اور حضرت نے حکم تزویج کا دیا چوتھی
مرتبہ عسرت اوسکی مبدل بہ ثروت ہوئی جناب صادق ع نے اس حدیث کو سنکر فرمایا
ہان صحیح و درست ہے پھر فرمایا الرزق مع النساء والعیال یعنی رزق ساتھ اہل و عیال کے
ہے اور اوسی کتاب مین جناب پیغمبر خدا صلعم سے یہہ حدیث نقل کی ہے کہ اون حضرت نے
فرمایا تزوجوا للرزق فان لهن البرکۃ یعنی نکاح کرو واسطے رزق کے کہ عورتین باعث برکت
ہین اور کتاب مذکور مین لکھا ہے کہ کتب فریقین مین جناب رسولخدا صلعم سے مروی ہے
النکاح سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی یعنی نکاح طریقہ میرا ہے جو شخص کہ روگردانی
کریگا میری سنت سے وہ مجھسے نہین ہے ایضاً کتاب مذکور مین بنا بر صحیحہ ابی خدیجہ
کے امام جعفر صادق ع سے منقول ہے کہ تحقیق حق سبحانہ تعالی دوست رکھتا ہے
اوس گھر کو جسمین عروسی ہوا ہو اور دشمن رکھتا ہے اوس گھر کو جسمین طلاق واقع ہوا ہو اور موثقہ
عبداللہ بن میمون مین جناب صادق ع سے مروی ہے کہ دو رکعت نماز مرد متاہل کی
افضل ہے ستر رکعتون سے کہ جو غیر متاہل بجالاوے اور کلیب اسدی نے جناب صادق ع
سے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب رسولخدا صلعم نے کہ جو شخص تزویج کرے پس اوسنے نصف دین
اپنا حاصل کیا اور حدیث مشہور مین جناب رسول خدا ص سے منقول ہے کہ اوس جناب نے
فرمایا کہ نکاح کرو اور نسل بہم پہونچاؤ تا کہ تم مین کثرت ہو کہ مین فخر و مباہات کرونگا اور امتون پر
قیامت مین حتے اگر اسقاط حمل ہوا ہو اوس سے بھی اور کتاب من لا یحضر مین نقل کیا ہے

کراوسمین ایک حدیث کے تتمہ مین اسطرح وارد ہے تاانیکہ جو بچہ کہ ساقط ہوا ہے کھڑا رہیگا
آگے دروازہ جنت پر پس کہا جائیگا اوس سے کہ داخل ہو بہشت مین عرض کریگا کہ
مین نجاؤنگا تا انیکہ والدین بھی میری داخل ہون اور بروایت تہذیب الاحکام آخر مین یون وارد ہوا ہے
کہ حقسبحانہ تعالی ایک فرشتہ سے یون فرمائیگا کہ لاؤ اسکی والدین کو جب وہ حاضر ہونگے
حکم ہوگا کہ داخل ہو جنت مین کہ یہ فضیلت میری عین رحمت ہے واسطے تیرے اور منقول ہے
کہ فرمایا جناب رسول خداؐ نے کہ مین تمہاری دنیا سے کسی چیز کو دوست نہین رکھتا مگر عورتون کو
اور بوے خوش کو دوسری حدیث مین جناب امام محمد باقرؑ فرماتے ہین کہ نہین دوست
رکھتا ہون مین اس امر کو کہ دنیا او مافیہا میرے واسطے ہو اور شب کو بے زوجہ کے بسر کرون
اور منقول ہے کہ بدترین اموات موت عزب کی ہے یعنی مرد بے زن اور زن بے شوہر اور
جناب صادقؑ سے منقول ہے کہ کوئی فائدہ بعد اسلام کے افضل زوجہ مسلمہ سے نہین ہے
کہ خوش کرے اپنے شوہر کو جب وہ اوسکی طرف دیکھے اور اطاعت کرے جب حکم دے اور حفاظت
کرے اپنے نفس کی اور اوسکے مال کی جب وہ غائب ہو اور ازین قبیل اور بہت حدیثین ہین
کہ ذکر اونکا موجب طول ہے تا انیکہ جس مقام مین فضیلت لکھی ہے سعی و کوشش کرنے ہین
واسطے تزویج کے ثواب الاعمال سے نقل کیا ہے کہ فرمایا جناب رسول خداصلعم نے کہ
جو شخص کوشش کرے تزویج مین درمیان دو مومنون کے تا انیکہ وہ دونون جمع ہوجائین
تو حقسبحانہ و تعالی اپنی رحمت سے تزویج کریگا اوسکی ہزار حوران بہشت سے کہ ہر ایک حور کا
قصر موتی کا یا یاقوت کا ہوگا اور جو قدم اس راہ مین اوٹھائیگا یا جو کلام اس باب مین کریگا تو ثواب
اوسکا مثل اوس شخص کے ہے کہ سال بھر اوسنے راتون کو عبادت مین بسر کیا ہو اور دنونکو
روزہ رکھا ہو اور جو شخص کوشش کرے درمیان جدائی او افتراق زوج و زوجہ کے

توخدا پر لازم ہی کہ اوسپر غضبناک ہو اور لعنت کرے دنیا و آخرت مین اور سزاوار ہے خدا پر کہ
سر اوسکا جہنم کے پتھرون سے توڑے اور جو شخص سعی کرے درمیان فساد کے اور فساد
واقع ہو تو مستوجب عذاب خدا کا ہوگا اور دنیا و آخرت مین خدا اوسپر لعنت کریگا اور حرام ہے
خدا پر کہ اوسکی طرف نظر رحمت فرمائی مولف عرض کرتا ہے سبحان اللہ کیا رحمت یزدانی اور عنایت سبحانی ہے
جس امر مین کہ لذت نفسانی اور رغبت انسانی ہو اوسمین بھی ثواب مقرر فرمایا ہے چنانچہ حضرات ائمہ
سنا جو کچھ حدیثون مین آیا ہے پس کیا شقاوت نفس ہے کہ انسان امر حلال کو چھوڑ کر فعل حرام
اختیار کرے اور خدا کو بیزار اور شیطان کو اپنا دوستدار کرے حالانکہ کچھ فرق سوائے دو کلمہ صیغہ کے
حلال و حرام مین نہین ہے صرف زر حلال مین بطریق مہر ہوتا ہے اور حرام مین بھی اسیقدر
بلکہ اوس سے زیادہ اوسنہج پر آدمی کہوتا ہے اور لذت و حظ نفس دونو صورتون مین ایک سے
مگر انسان نہایت غافل و کاہل ہے کہ ایسے امر سہل کو کہ باعث ثواب بیحساب ہی ترک کرے
اور رسوائی و بدنامی دنیا اور ناکامی اور بدانجامی عقبیٰ مین گرفتار ہو اور مذمت زنا کی زیادہ
اس سے ہی کہ اس مختصر مین بیان ہو مگر چند حدیث قدسی مین وارد ہوا ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا توریت مین لکھا ہے
زنا نکرو کہ اگر تم زنا کروگے تو تمہاری عورتین بھی زنا کرینگی اور دوسری حدیث قدسی مین امام
محمد باقر سے منقول ہے کہ حقتعالی نے حضرت موسی پر وحی کی کہ زنا نکر کہ مین اپنے نور سے
تجھکو محروم رکھونگا اور تیری دعا کرنیکے وقت دروازے آسمان کے بند ہوجائینگے وائے بحال
اون اشخاص کے کہ محض اغوائے نفس شوم اور ترغیب ابلیس ملعون سے ایسی رحمت و مغفرت سے
محروم ہو کر سزاوار عذاب و مستحق عقاب ہوتے ہین اعاذنا اللہ و ایاکم من شرور انفسنا و سیئات
اعمالنا **فصل ۲** آداب اور احکام خواستگاری مین سے سنت ہے کہ اختیار کرے اوس عورت کو
کہ کریمۃ الاصل ہو اور لکھا ہے کہ مراد کریمۃ الاصل سے یہ ہے کہ وہ عورت زنا یا نطفہ حیض سے نہو اور والدین

اوسکی خلق مین جو تمام نہون اور ظاہر انخصیص اسکی نہین ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ وہ عورت
نجیب الطرفین ہو مان باپ اوسکے مومن و صالح ہون اور اوسکی اصل مین کوئی بات
مذمت و عیب کی نہو اور وہ عورت بانجھ نہو یعنی اوسکی شان سے صاحب اولاد ہونا ہو
اور بانجھ اور بانکرہ اور صغیرہ نہو اور اوسکے عزیز قریب کی عورتین صاحب اولاد ہون اور
کوئی دلیل عقم کی نرکھتی ہو اسلیے کہ حدیث مین وارد ہے وہ بوریا کہ گوشہ خانہ مین افتادہ ہو
بہتر ہے زن عقیمہ سے اور محض ارادہ مال یا جمال کا نکرے اسواسطے کہ حدیث مین وارد ہے
کہ ایسا ایسا ہوتا ہے کہ طالب مال و جمال دونو سے محروم رہتا ہے بلکہ اگر طالب
زن دیندار کا ہو تو حق سبحانہ و تعالی مال و جمال سے بھی منتفع فرماتا ہے پس چاہیے کہ اختیار
کرے زن مومنہ صالحہ کو کہ صاحب عفت و عصمت ہو اسلیے کہ بعض اخبار مین وارد ہے
کہ عورت بمنزلہ قلادہ گردن کے ہے پس دیکھے کہ کیسا قلادہ واسطے اپنے لیتا ہے اور
زن صالحہ اور غیر صالحہ دونون کی کچھہ قیمت نہین زن صالحہ طلا و نقرہ سے بہتر ہے اور
غیر صالحہ خاک سے بھی بدتر ہے اور خوش رو اور صاحب خلق اور قلیل المہر گندم گون
بزرگ سرین کشادہ چشم میانہ قد نکو کار ہم کفو یعنے ہم مثل ہو اور عقیم اور زشت رو اور
کج خلق اور احمق اور مجنونہ اور سفیہ اور حاسدہ اور بدخو اور سیاہ رنگ اور بلند آواز شور و غل
کرنیوالی اور عیب جو نہو اور ایسی نہو کہ بہت چیز کو کم سمجھے اور قلیل کو قبول نکرے اور مرتبہ
اوس شخص کی نہو کہ نکاح اوسی اور اوسکی بیٹی سے مکروہ ہے اور منع ہے خواستگاری
کرنا اوس عورت کی کہ جسکی کسیسے خواستگاری کی ہو اور اوسنے یا اوسکے ولی نے قبول
کیا ہے اگرچہ بعض علما کراہت کے قائل ہین لیکن احتیاط لازم ہے بہر نوع عقد صحیح ہے
اگرچہ بنا بر تحریم کے گنہگار ہوگا اور جو عورت کسیکی عدہ رجعیہ مین ہو اوسکی بھی خواستگاری

نکرے نہ بکنایہ نہ بصراحت مگر عدہ وفات مین اور عدہ بائن مین بکنایہ خواستگاری کر سکتا ہے
اور اگر بتصریح خواستگاری ایسے مقام مین کرے اور بعد انقضاے عدہ کی اوس سے نکاح کرے
تو وہ عورت حرام نہوگی اور حالت احرام مین بھی خواستگاری منع ہے خواہ مرد و عورت
دونو محرم ہون خواہ ایک احرام حج کا ہو یا عمرہ کا اور ممنوع ہے کہ مرد مسلمان خواستگاری
کرے زن کافرہ کی اور زن مسلمہ مرد کافر کی اور جسوقت خواستگاری کرے مرد مومن
کہ قادر ہو اداے نفقہ پر تو واجب ہی قبول کرنا اوسکا اگرچہ نسب مین اوس سے کم ہو اور
اگر ولی انکار کریگا تو گنہگار ہوگا شیخ حر رحمہ اللہ نے ہدایہ مین بنا بر ورود اخبار اس حکم کو
حتما لکھا ہے اور اونسے عجب نہین کہ اخباری ہین لیکن محقق علیہ الرحمہ نے بھی شرایع مین
اس حکم کو جزما فرمایا ہے اور اطلاق اسکا محل تامل ہے چنانچہ صاحب جواہر الکلام نے
فرمایا ہے کہ یہ حکم منافی ہی اوس حکم کے کہ مصنف اور غیر مصنف نے تصریح فرمائی ہے
کہ فاسق سے شادی کرنا مکروہ ہے خصوصا شارب خمر سے اور زانی سے اور مخالف
مذہب سے اور منافی ہے اون احادیث کے کہ جنسے کراہت ظاہر ہوتی ہے تزویج
زن مہاجرہ کی مرد اعرابی سے پس ضرور ہے کہ یہ حکم مطلق مقید کیا جاوے باین طورکہ
ہرگاہ وہ شخص کہ جسنے نکاح کرنے مین کراہت نہین ہے خواستگاری کرے تو اوسکا قبول
کرنا واجب ہے بلکہ فاضل ہندی نے یہ بھی قید بڑہائی ہے کہ جنون وغیرہ جو باعث
فسخ کے ہوتی ہین نرکھتا ہو اور شہید ثانی نے مسالک مین یہ قید دی ہے کہ اس شخص کو
نکاح کرنا اوس سے اعلی بالفعل یا بالقوہ کے ساتھ منظور نہو اور کوئی طالب سوائے
اس خواستگار کے ہم کفو نہو اور اگر ایسا ہوگا تو اوس سے عدول کرنا جائز ہوجائیگا اور خواستگاری
بروز جمعہ سنت ہے اور اسیطرح سنت ہے کہ قبل از تجویز و تعیین کے دو رکعت نماز

یحیا لاوے اور یہ دعا پڑہے بسم اللہ الرحمن الرحیم اللھم انی ارید ان اتزوج فقدر لی من النسآء اعفھن
فرجا واحفظھن لی فی نفسھا وفی مالی واوسعھن رزقا واعظمھن برکۃ وقدر لی ولدا طیبا تجعلہ خلفا
صالحا فی حیاتی وبعد موتی تکمیل اور دیکہہ سکتا ہے او منہ ہاتہ اوس عورت کے کہ جسسے ارادہ نکاح کا ہے
اور بعض روایات مین تجویز نظر کی طرف بالون کے اور اور مقامات زینت کے بھی وارد ہے بغیر نظر
تلذذ کے اور اسیطرح عورت بھی دیکھہ سکتی ہے جسسے ارادہ نکاح کا کرے اور شیخ علی علیہ الرحمہ نے
فرمایا ہے کہ جواز نظر مشروط ہے چند شرطون سے ایک یہ کہ جانتا ہو کہ یہ عورت مجہہ پر حلال
بھی ہو سکتی ہے دوسرے یہ کہ یقین ہو کہ صاحب شوہر نہین ہے تیسرے یہ کہ قبول بھی کریگی
چوتھے یہ کہ خود ہی دیکھے اور وکیل نکرے پانچوین یہ کہ حال اوسکا معلوم بھی نہو اور اسیطرح
دیکھنا کنیز کا بھی درست ہے جب خریداری اوسکی منظور ہو بنا بر مشہور کے بلکہ بعضے علمانے دعوی
اجماع کا اسپر کیا ہے اور زنان ذمیہ کو بھی دیکھہ سکتی ہین بغیر نظر شہوت وتلذذ کے لیکن اجتناب
مین احتیاط ہے اور اسیطرح جو عورت بسبب کبر سنی کے باعث رغبت نہو اوسکو بھی دیکھنا مضائقہ
نہین اور مرد مرد کو اور عورت عورت کو دیکھہ سکتی ہین بغیر نظر تلذذ اور خیانت کے اور مرد اجنبی
زن اجنبیہ کو اور زن اجنبیہ مرد اجنبی کو نہین دیکھہ سکتی مگر بضرورت شرعیہ مثل شہادت اور علاج کے
اور اگر بغیر قصد کے مرد اجنبی کی زن اجنبیہ پر نظر پڑ جاوے یا عورت اجنبیہ کی مرد اجنبی پر
تو قباحت نہین مگر دوبارہ دیکھنا البتہ حرام ہے اور زوجین کو باہم دیگر نظر کرنا ظاہر و باطن جسم پر
درست ہے اور اپنے محارم کو بھی دیکھہ سکتے ہین سوای شرمگاہ کے اور احوط یہ ہے نسوان کو
کہ اپنے مملوک کو اگرچہ خواجہ سرا بھی ہو نہ دیکھے اور اسیطرح نابینا کو بھی نہ دیکھے بلکہ آواز اپنی
خلخال وغیرہ کی بھی نامحرم کو نہ سنائین اور نہین چاہیے عورتون کو کہ آپس مین مرتکب
فعل شنیع کی ہون کہ سوا عذاب اخروی کے دنیا مین بھی مستحق حد شرعی کی ہونگی

اور نہین چاہیے عورتکو کہ پہلو مین عورت کے لیٹے اور لباس درمیان مین حائل نہو کہ اسمین
بھی حسب راے حاکم شرع کے مستحق تعزیر کی ہوگی اور چاہیے کہ غیر محرم سے ہمکلام نہو
اور اگر امر ضروری ہو تو زیادہ پانچ کلمہ سے کلام نکرے اور چاہیے کہ اسرار اور راز کو
شوہر کے کسی پر ظاہر نکرے اور جو کچھہ تخلیہ مین باہمدیگر اوسکے اور اوسکے شوہر کے
واقع ہوا اوسکو بھی کسی سے بیان نکرے اور کسی عورت کے حسن و جمال کو اپنے شوہر سے
حکایت نکرے کہ موجب فتنہ کا ہو اور مرد نابینا کو بھی جایز نہین کہ آواز نامحرم کی سنے
اور دیکہنا خواجہ سرا کا بھی طرف عورتون نامحرم کے حرام ہے اور منجملہ آداب اور مستحبات
تزویج سے ولیمہ ہے یعنے ایکروز یا دو روز مومنین کی دعوت کرنا اور اونکو کھانا کھلانا چنانچہ
حدیث مین وارد ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ ولیمہ روز اول لازم ہے اور
دوسرے دن نیک ہے اور تیسرے دن ریا اور سمعت ہے اور دوسری حدیث مین وارد ہے کہ ولیمہ
ایکدن یا دو دن مکرمت ہے اور تین دن ریا و سمعت ہے اور اگر فقراے مومنین ہون
تو افضل ہے اور قبول کرنا دعوت ولیمہ کا مستحب ہے اگرچہ روزہ سنتی رکہتا ہو اور جانا
مجلس عروسی مین مستحب ہے جب خالی ہو محرمات سے مثل رقص و غنا کے کہ ایسی محفل مین
جانا حرام ہے لیکن اگر معلوم ہو کہ اوسکے سبب سے وہ امور برطرف ہونگی تو درست ہے
اور اگر نادانستہ ایسی محفل مین گذر ہو جاوے تو نہ بیٹھے اور جو چیز کہ عروس پر سے
تصدق ہو لینا اوسکا اور کھانا اوسکا درست ہے اگر اجازت مالک کی معلوم ہو مطلب ساتوان
بیان مین اون عورتون اور مردون کے کہ حرام ہین خواہ بسبب نسب کے ہون خواہ
بعوارض دیگر حرام ہوئے ہین مخفی نرہے کہ حرام ہین مان اور بہن اور دادی اور نانی
اور مائین اونکے جہانتک سلسلہ انکا بڑہتا جاوے اور بیٹی اور پوتی اور نواسی اور بہتیجی

اور بھانجی اور اولاد اونکی خواہ بہن اور بھائی حقیقی کی اولاد ہون خواہ مادری کی خواہ پدری کی اور
پھوپھی اور خالہ حقیقی ہون خواہ سوتیلی اور حرام ہے عورتون پر باپ اور دادا اور نانا اور بھائی
اور بیٹا اور پوتا اور نواسا اور بھتیجا اور بھانجا اور ماموں اور چچا اور یہ رشتے بسبب نکاح یا وطی
شبہ ثابت ہوتے ہین اور وطی شبہ اسے کہتے ہین کہ کسی عورت سے بگمان حلت وطی کرے
اور بعد اسکے معلوم ہو کہ وہ عورت حلال نہ تھی اور جو لڑکا کہ وطی شبہہ سے پیدا ہوا ہے وہ اپنی والدین سے
ملحق ہوگا اگر شبہہ جانبین سے ہو والا جسکو اشتباہ ہوا ہے اوس سے ملحق ہوگا اور مان اور بیٹی
زن مدخولہ کے وطی کرنیوالی پر اور باپ اور بیٹا اوس شخص کا مدخولہ پر حرام ہوگا اور حرام ہے
مردون پر مان زوجہ کی یعنے خوشدامن حقیقی اور اوسکی دادی اور نانی خواہ زوجہ سے ہمبستر ہوا ہو
یا نہین بخلاف اور بیٹی ہونے کے خسر کے کہ اسمین اختلاف ہے بنا بر مشہور کے عدم حرمت ہے
اگر زوجہ مدخولہ کی مان سے زنا کرے تو زوجہ اوسپر حرام نہوگی اور بیٹی زن مدخولہ کی اور اولاد
اوسکے دختر کی خواہ پہلی شوہر کی ہو خواہ بعد مفارقت اسکی اور شوہر سے پیدا ہوئی ہو حرام ہے
بخلاف دختر زن غیر مدخولہ کے کہ وہ جمعاً حرام ہے نہ عیناً یعنے بعد مفارقت شرعی اوسکے اوس سے
اوسکی دختر سے نکاح کر سکتا ہے اور پوتی اور نواسی زوجہ کی خواہ بنکاح صحیح ہم صحبت ہوا ہو
خواہ بشبہ خواہ بطور زنا بنا بر مشہور کے حرام ہے اور پھوپھی کی بیٹی اور خالہ کی بیٹی کہ یہ بھی
حرام ہوجاتی ہین اگر معاذ اللہ انکی ماؤن سے زنا کیا ہو بنا بر مشہور کے بلکہ بعضے علما سے
اجماع بھی اس باب مین منقول ہے اور مدخولہ باپ کی بیٹے پر اور مدخولہ بیٹے کی باپ پر
حرام ہین بلکہ جسکو باپ نے بشہوت مس کیا ہے یا بنظر شہوت دیکھا ہے تو وہ بھی بیٹے پر حرام ہے
بنا بر مشہور کے اور اس مسئلہ مین چندان اختلاف نہین اور جسکو بیٹے نے بشہوت مس کیا ہو
یا دیکھا ہے وہ باپ پر علی الاشہر حرام ہے اور شہید اول نے لمعہ مین ملموسہ اور منظورہ ابن کی

باپ پر مکروہ کہا ہے اور باپ کی ملموسہ منظورہ کو بیٹے پر حرام فرمایا ہے اور شہید ثانی دونون صورتونکو
حرام لکھتے ہین اور صاحب جواہر نے بھی اسکو قوت دی ہے اور یہی احوط ہے اور یہ سب حکم
کنیزکی بہن یا او پر زوجہ ہر ایک کی انمین سے بمجرد عقد کے دوسری پر حرام ہے مخفی نرہے جو محرمات
کہ بیان ہوئے یہ سب حرام مؤبد ہین کہ کبھی حلال نہین ہوتی اور سوا ے انکی اور بھی صورتین حرمت
ابدی کی ہین چنانچہ عنقریب بیان ہوگا اور مثل ان رشتونکے اگر رضاعت سے حاصل ہون
تو اونہین ہی نشر حرمت ہوتا ہے چنانچہ تفصیل اوسکی آگے مذکور ہوگی اور بہن زوجہ مدخولہ
کی خواہ حقیقی ہو خواہ سوتیلی حرہ ہو یا کنیز جمعاً حرام ہوتی ہے یعنے دو بہنون سی عقد ساتھ
نہین کر سکتا اور جب تک ایک اسکے عقد مین ہے یا عدۂ رجعیہ مین دوسری بہن اوسکی حرام ہے
ہان اگر بہن سے زوجہ کی وطی کرے تو زوجہ حرام نہوگی اور اگر دو نو کنیزین ہین تو مالک
دونونکا ہو سکتا ہے لیکن مقاربت سی ایک کی دوسرے سی وطے حرام ہوگی تا وقتیکہ پہلی کو
اپنی ملکیت سے خارج کر دے اور اگر وطی کرے کنیز سے اور پھر اوسکی بہن سے نکاح کرے
تو وہ کنیز حرام ہو جاویگی جب تک کہ یہ اسکی حبالہ عقد مین ہے بسبب حرمت اور بزرگی نکاح کے
چنانچہ صاحب جواہر الکلام نے فرمایا ہے اگرچہ باعتبار وطے کے ہو سکتا ہی کہ حرمت دائر
ہو درمیان وطے کنیز اور تزویج کے پس اختیار ہی چاہے کنیز کو دور کرے چاہی نکاح کو
باطل کرے جیسا کہ علامہ نے تحریر مین اختیار فرمایا ہے اور بھانجی یا بھتیجی سے زوجہ کی
بغیر اجازت اوسکے عقد نہین کر سکتا ہے اور اگر مبادرت کرے تو اجازت پر زوجہ کے موقوف ہے
بنا بر اکثر اقوال کے اور بعضے فقہا نے فرمایا ہے کہ زوجہ کو اختیار ہے چاہی اونکے
عقد کو برقرار رکھے چاہی فسخ کر دے چاہے اپنے عقد کو فسخ کر دے بغیر طلاق کے
اور اگر پھوپھی سے یا خالہ سے زوجہ کی عقد کرے تو اجازت زوجہ کی درکار نہین

بیان حرمت بسبب عقد یا

اسیطرح اگر نکاح کرے کسیکی کنیز سے باوجود اذن مالک کے اور اوسکے حبالہ عقد مین زوجہ
حرّہ ہو تو یہ بھی موقوف ہے اوسکی اجازت پر اور بغیر اوسکے اجازت کے درست نہین اور اگر
مبادرت کریگا تو بعضے فقہا نے فرمایا ہے کہ زوجہ حرّہ کو اختیار ہے خواہ اوسکا نکاح باطل کردے
خواہ برقرار رکھے خواہ اپنا نکاح فسخ کردے اور محقق علیہ الرحمہ قائل قول اول کے ہین یعنے
نکاح باطل ہے اور جسطرح عقد کنیز مین شرط ہے اجازت زوجہ حرّہ کی اسیطرح یہ بھی شرط ہے
کہ قدرت نکاح حرّہ پر نرکھتا ہو یعنے ادائے مہر اوزان و نفقہ پر قادر نہو اور ترک مین خوف
عَنَت کا ہے یعنے بو مشقت کا اور زنا مین مبتلا ہونیکا ہو سو واسطے کہ قرآنین جواز نکاح کنیز مقید ہے
اوس صورت مین کہ خوف عَنَت کا ہو اور بہت حدیثین اسکے موافق ہین ہر چند مشہور یہ ہے کہ بغیر
خوف عنت کے بھی جائز ہے اور بعض احادیث سے بھی عموم ظاہر ہوتا ہے لیکن مقتضائے
ضوابط اصول یہ ہے کہ عدم خوف عَنَت مین جائز نہو اور اسمین احتیاط ہے اور اوج وزون امر مین
آپسمین منافات نہین اسلیے کہ خوف زنا کا باوجود زوجہ کے بسبب مریض ہونے زوجہ کے مستبعد
نہین اور اگر کسیکی زوجہ کنیز منکوحہ ہو اور بعد زن آزاد سے عقد کرے پس اگر وہ قبل سے
واقف نہتی تو اختیار رکھتی ہے اپنے نکاح کے فسخ اور برقرار رکھنے مین اور اگر
باوجود علم کے اوسنے عقد کیا ہے تو رضامندی اوسکی ظاہر ہے پھر اختیار فسخ کا نہین
اور جس عورتکو لعان کیا ہے یعنی شوہر نے اوسکو تہمت زنا کی ہو اور گواہ نہون اور حاکم
شرع نے باہم اونکے صیغہ لعان کا جاری کیا ہو پس بعد لعان کے وہ عورت اوس مرد پر
حرام موبد ہو جائیگی اور جو عورت گونگی یا بہری ہو اور اوسکو اوسکا شوہر متہم کرے تو
وہ بھی حرام موبد ہے بغیر لعان کے اور اگر کوئی شخص زنا کرے کسی عورت سے پس اگر وہ
صاحب شوہر تھی تو حرام موبد ہو جائیگی اور اگر صاحب شوہر نہ تھی تو پھر اوسنے نکاح کرسکتا ہے

اور اگر وہ عورت کسیکے عدہ مین ہو اور کوئی دانستہ اوس سے عقد کرے تو بمجرد عقد کے حرام
موبد ہوگی اور اگر نادانستہ عقد کیا ہو تو بعد مقاربت کے حرام موبد ہو جاویگی اور اگر
کسیکی کنیز مدخولہ سے زنا کرے یا ایام استبری مین اوسے عقد کرے تو اوسکی حرام موبد
ہونیمین تردد ہے اور شارح لمعہ مائل طرف عدم حرمت کے ہین اور اگر کوئی عقد کرے
اوس عورت سے جو کسیکے متعہ مین ہو تو اوسکی بھی حرام موبد ہونیمین اختلاف ہے اگرچہ صحبت
نہ ہوا ہو اور دونون مقامونمین احتیاط ترک مین ہے اور اگر کسیکی عورت زنا کرے تو اپنے
شوہر پر حرام نہوگی ہان اگر اصرار کرے تو بنظر اسکے کہ نطفہ مین حرام کا شمول ہوگا احتیاط
کرنا چاہیے اور اگر حالت احرام مین کسی عورت سے دیدہ و دانستہ عقد کیا ہو خواہ دونون
محرم ہون خواہ ایک احرام حج کا ہو یا عمرہ کا واجبی ہو یا سنتی تو وہ عورت بھی اوس مرد پر
حرام موبد ہوگی اور اگر جاہل مسئلہ تھا تو عقد باطل ہوگا اور اگر اپنی زوجہ سے حالت احرام مین
وطی کرے تو وہ بھی حرام موبد نہوگی اور جس عورت کو ظہار کیا ہے وہ بھی حرام رہتی ہے
تاوقتیکہ کفارہ ظہار کا ندے چنانچہ مفصلاً بیان اسکا ہوگا انشاء اللہ اور زن کافرہ غیر کتابیہ
باجماع مرد مسلمان پر حرام ہے اور کتابیہ مین اختلاف ہے بنابر مشہور کے نکاح منقطع
یعنے متعہ اوسے جائز ہے اور احتیاط اوسکی ترک مین ہے اور مراد کتابیہ سے یہود و نصاری
ہین کہ جنکا عمل توریت و انجیل پر تھا اور ناصبیہ اور خارجیہ بھی حکم مین زن کافرہ کے ہین
اور نکاح کرنا پانچوان بھی حرام ہے جب چار عورتین اوسکے عقد دائمی مین ہون یا کوئی
اونمین سے عدہ رجعیہ مین ہو جبتک کہ کسیکو اونمین سے طلاق ندے اور عدہ رجعیہ بھی
گذر نجاوے اور اگر کوئی شخص فعل بد کرے کسی طفل سے یا مرد سے تو وطی کرنیوالی
پر حرام ہے مان اور بہن اون دونوکی اگر وہ فعل بد پہلے ہو عقد سے ساتھ اوسکے مان

اور بہن سکے اور اگر اوسنے عقد مقدم ہوچکا ہو تو پہر حرام نہونگی اور اگر کسی عورت کو طلاق دیے
اور پہر عدہ مین رجوع کرے اور پہر طلاق دے اسیطرح بعد تیسرے طلاق کے وہ عورت
اوسپر حرام ہے تاوقتیکہ وہ عورت کسی اور شخص سے نکاح کرے اور وہ بعد مقاربت کے
طلاق دے اور مدت عدہ رجعیہ کی گذرجاوے اور اگر نو طلاقین گذرجاوین اسیطرح پر کہ
کہ درمیانمین دو محلل گذرے ہون تو وہ عورت اوسپر حرام موبد ہوگی کہ پہر اوس سے نکاح
نہین کرسکتا اور یہ حکم عورت حرّہ کا ہے اور کنیز مین بعد دو طلاقونکے احتیاج محلل کی ہے اور
بعد چہٹے طلاق کے وہ حرام موبد ہوگی خواہ شوہر حر ہو خواہ غلام اور اگر دختر کم از نہ سالہ سے
بوجہ حلال مقاربت کرے اور مخرج بول وحیض یا مخرج غایط وحیض بنا بر دوسری تفسیر کے
ایک ہوجائین تو وطی اوسکی ہمیشہ حرام ہوگی اور آیا وہ لڑکی حکم زوجیت سے نکل جاویگی
یا نہین اسمین اختلاف ہے شہید ثانی نے قول ثانی اختیار فرمایا ہے اور اسمین احتیاط ہے
اور بہر تقدیر نفقہ اوسکا شوہر کے ذمہ ہیگا اور معلوم کرنا چاہیے کہ رضاعت یعنے دود پینا
کہ باعث نشر حرمت کا ہے اوسمین چند شرطین معتبر ہین کہ اگر وہ پائی جائینگی تو رضاعت
متحقق ہوگی پہلی شرط یہ ہے کہ شیر دہندہ عورت ہو دوسری یہ کہ دود بسبب وضع حمل کے
حاصل ہوا ہو خود بخود نہ اوترا ہو تیسری یہ کہ دود زنا سے نہ بہم پہونچا ہو چوتہی یہ کہ مرضعہ
کی حیات مین پیا ہو پانچوین یہ کہ شیر پستان سے پیا ہو دوہ کی نہ پیا ہو چہٹی یہ کہ محض دود ہو
کسی چیز مین مخلوط کرکے نہ پیا ہو ساتوین یہ کہ اسقدر پیا ہو کہ جسمین گوشت نمو کرے
اور ہڈیان سخت ہون یا یہ کہ ایک شبانہ روز پیا ہو یا پندرہ مرتبہ پیا یہ پیے درپے اور
ہر مرتبہ سیر ہوکر خود پستانکو چہوڑ دیا ہو اور دس مرتبہ بہی بنا بر قول بعض علما کے موجب
نشر حرمت کا ہے اور خالی احتیاط سے نہین اگرچہ قول اول مشہور ہے آٹہوین یہ کہ

ذکر رضاع کہ باعث نشر حرمت ہوتی

اس مدت مین کسی اور نے دودھ پلایا ہو تو اونکے اپنے ایام رضاعت مین پیا ہو کہ وہ دو سال
ہین دوسرے یہ کہ صاحب شیر یعنے شوہر مرضعہ کا ایک ہو پس اگر کوئی عورت ایک شوہر کی
دودہ سے کسی لڑکے کو پلاوے اور پھر اوس شوہر سے مفارقت شرعی کرکے دوسرا شوہر
کرے اور اوسکے دودہ سے کسیکی دختر کو پلاوے تو نکاح اون دونون شیرخوارون کا
آپس مین حرام نہو گا اور اگر کئی چند بیبیان ہون اور علحدہ علحدہ شرایط مذکورہ دودھ پلائین تو
شیرخوارون مین باعث نشر حرمت کا ہو گا نہین جس وقت کہ شرایط مذکورہ پائی جائینگی تو رضاعت
ثابت ہوگی اور مرضعہ ماں رضیع کے اور شوہر مرضعہ کا پدر رضیع کا ہو جائیگا اور اولاد اون دونونکی
خواہ نسبی ہو خواہ رضاعی بہائی اور بہن اوس شیرخوار کی ہو جائنگی پس جو قرابتین کہ بسبب نسب کے
موجب حرمت کی ہین وہی قرابتین اگر رضاعت سے حاصل ہونگی تو موجب نشر حرمت
کی ہونگی اور نہین نکاح کرسکتا ہے باپ شیرخوار کا اولاد سے مرضعہ کی جو نسبی ہو اور
اسیطرح مرضعہ کی شوہر کی اولاد سے خواہ اولاد اوسکی نسبی ہو خواہ رضاعی اور آیا بہائی بہن
رضیع کے کہ جو نسبی ہین اولاد سے مرضعہ کی یا اوسکے شوہر کی جو نسبی ہین نکاح کرسکتے ہین
یا نہین اسمین اختلاف ہے اور احتیاط ترک مین ہے اور اگر کسی عورت نے دودھ پلایا ہو ایک
لڑکے کو اور پھر کسیکی دختر کو بشرایط مذکورہ تو بہائی اور بہن نسبی ایک دوسرے کے بہائی بہن
نسبی سے بنا بر مشہور کے نکاح کرسکتے ہین لیکن شیخ الطایفہ نے منع کیا ہے اور شہید اول
نے بھی بعض تحقیقات مین اسی قول کو اختیار کیا ہے پس احتیاط اسمین ہے اور جسطرح
مقدم ہونا رضاع کا نکاح پر مانع ہوتا ہے نکاح کرنیسے اسی طرح اگر بعد عقد کے
رضاعت متحقق ہو جاے تو سبب بطلان نکاح سابق کا ہوگا مثلاً اگر نانی نواسا یا نواسی
کو دودہ پلاوے اور شرایط رضاعت کے متحقق ہو جائین تو بھی اوسکی اور اوسکے داماد بہ

مسئلہ رضاعت

ذکر مرضعہ

حرام ہوجائیگی اسلیے کہ اولاد مرضعہ کی رضیع کے باپ پر حرام ہے بخلاف دادی کے
کہ اگر پوتا یا پوتی کو دودہ پلادے تو بہو اوسکی اوسکے پسر پر حرام نہوگی اور اگر دادی
یا نانی زوجہ یا شوہر کی کیسکو ان دونوں میں سے دودہ پلادے اور شرائط دودہ پلانیکے پائے جائین
تو باعث فسخ کا ہوگا اسلیے کہ اگر شوہر کو پلایا ہے تو وہ چچا یا ماموں دختر کا ہوا اور اگر
دختر کو پلایا ہے تو خالہ یا پہوپہی لڑکی کی ہوئی اور اگر ماں کسی شخص کی اوسکی زوجہ
صغیرہ کو دودہ پلادے تو وہ صغیرہ اوسپر حرام ہوجاویگی اسلیے کہ بہن رضاعی اوسکی ہوگئی
اور اگر بہن نے یا بہائی کی زوجہ نے اسکی بی بی کو بشرائط دودہ دیا ہوگا تو بہانجی یا بہتیجی
ٹہہر گئی اور اگر سوتیلی ماں نے پلایا ہو تو بہن پڑی ہوگئی بشرطیکہ دودہ بہائی اور باپ کا ہوا
اور اگر زوجہ کبیرہ کسی شخص کی اوسکی زوجہ صغیرہ کو دودہ پلادے تو دونوں اوسپر حرام ہوجائینگی
اگر کبیرہ مدخولہ اوسکی ہو اسلیے کہ کبیرہ ماں زوجہ کی ہوگئی اور صغیرہ اسلیے حرام ہوگئی کہ اگر
دودہ اسیکا تھا تو اوسکی دختر رضاعی ہوگئی اور اگر شوہر اول کا دودہ تھا تو ربیبہ ہوگئی اور
اگر زوجہ کبیرہ اوسکی مدخولہ نہ تھی تو فقط کبیرہ حرام ہوگئی اسلیے کہ ماں زوجہ کی ہوگئی اور
ماں زوجہ کی خواہ زوجہ مدخولہ ہو خواہ غیر مدخولہ مطلقاً حرام ہے بخلاف ربیبہ کے کہ ربیبہ
زوجہ مدخولہ کی حرام ہے اور غیر مدخولہ کی حرام نہیں ہے لیکن نکاح اس صورت مین فاسد ہوگا اسلیے کہ ربیبہ اور ماں
اوسکی جمعاً حرام ہے نہ عیناً اور تفریعات اس مسئلہ کی بہت ہین تتمہ مستحب ہے کہ مرضعہ
مسلمان اور عاقلہ اور عفیفہ اور حسین ہو اور وقت اضطرار زن ذمیہ سے دودہ پلوا سکتا ہے
مگر اوسکو شراب پینے سے اور گوشت خوک سے مانع ہو اور مکروہ ہے کہ لڑکے کو مرضعہ
ذمیہ کے حوالہ کرے کہ وہ اپنے گہر لیجاوے اور کراہت شدید ہے اگر مرضعہ مجوسیہ ہو
اور باقی احکام اسکے مفصلاً بیان ہونگے انشاء اللہ **مطلب دوسرا** اون عیوب مین

عیوب مرد کے

کہ جو باعث فسخ نکاح ہوسکتے ہین بغیر طلاق کے پس عیب مرد کے تین ہین مجنون ہونا خواہ
جنون دائمی ہو اور خواہ دوری قبل عقد کے ہو یا بعد عقد کے حادث ہوا ہو وطی کی ہو یا نہ دوسرے
خصی ہونا تیسرے عنین ہونا کہ قادر دخول پر نہو بشرطیکہ عورت کو پہلے سے معلوم نہو اور بعد مقاربت کے
نہ عارض ہوا ہو پس بمجرد علم کے اختیار فسخ کا ہے اور اگر بعد علم کے راضی ہو جاوے تو اختیار
فسخ کا پھر نہین رہتا پس اگر بعد مقاربت کے ظاہر ہو کہ یہ عیب سابق مین تہا تو مستحق مہر معین کے
ہوگی اور اگر مقاربت نہین ہوئی تو مہر کی مستحق نہین اور مشہور یہ ہے کہ سوائے ان تین
مرضونکے مرد مین کوئی عیب باعث فسخ کا نہین ہوتا اور بعضے علما نے جذام کو بھی محسوب کیا ہے

عیوب عورت کے

اور عیب عورت کے سات ہین جنون اور جذام اور برص اور قرن اور افضا اور نابینا ہونا
اور زمین گیر ہونا قرنا اوس عورت کو کہتے ہین کہ جسکی فرج مین ہڈی یا گوشت ایسا عارض ہو
کہ مانع وطی کا ہو اور افضا یعنی ایک ہوجانا مخرج حیض و بول کا یا مخرج حیض و غائط کا
بنابر اختلاف تفسیر کے جیسا کہ گذرا پس مرد کو بسبب عیوب مذکورہ کے اختیار فسخ کا ہے
وقتیکہ قبل از عقد نجانتا ہو یا بعد علم کے سکوت کرے پس اگر فسخ کرے تو قبل از مقاربت
مستحق اداے مہر کا نہین اور بعد مقاربت کے مہر معین دیگا اور اگر بسبب فریب کے
ایسا ہوا ہو تو فریب دہندہ سے مہر لیگا اور عیوب باطنی عورت کے اوسکے اقرار سے یا
عورتون کی گواہی سے ثابت ہوتے ہین اور باقی عیوب مردونکے ہون یا عورتونکی گواہی
دو عادل لوگونکے یا زیادہ کے ثابت ہوتے ہین اور فسخ مین احتیاج صیغہ طلاق کے اور
رجوع بحاکم نہین سوائے عیب عنین ہونیکے کہ اسمین خود فسخ نہین کرسکتی بلکہ مرافعہ حاکم
شرع کی طرف لازم ہے اور مستحق نصف مہر معین کے ہی اور اسیطرح اور بھی چیزین بموجب

تدلیس

فسخ نکاح کے ہوتی ہین بغیر طلاق کے ایک تدلیس ہے یعنے فریب دہی

مثل اسکو کہ تزویج کرے کسی عورت سے بشرط حریت کے اور وہ کنیز ظاہر ہو پس فسخ کر سکتا ہے
اور قبل دخول کے مہر نہین اور بعد دخول کے مہر معین دینا ہوگا علی الاشہر اور جسنے فریب دیا ہے
اوس سے تاوان لیگا اور اسیطرح اگر عورت حرہ تزویج کرے بشرط حریت اور وہ غلام ظاہر ہو
تو اختیار فسخ کا ہوگا اور قبل مفارقت مستحق مہر کی نہین اور بعد مفارقت کے مہر مقرر لیگی اور اسیطرح
اگر شرط کی ہو کہ ماں اوسکی حرہ منکوحہ ہو اور بعد عقد کے ظاہر ہو کہ یہ کنیز زادی ہے تو بھی اختیار
فسخ کا ہوگا اور منجملہ اسباب بطلان عقد کے اسلام یا ارتداد احد الزوجین کا ہے پس اگر زوجہ
کافر کی اسلام لاوے تو نکاح اوسکا باطل ہو جاویگا اگر قبل دخول ہی ہے تو بمجرد قبول اسلام کے عقد باطل
ہو جاویگا والا بعد گذرنے عدہ کے اور اگر مدت عدہ میں شوہر بھی مسلمان ہو جاوے تو بطلان عقد نہوگا اور اگر شوہر
مسلمان ہو جاوے اور زوجہ قبول اسلام نکرے تو بھی عقد باطل ہوگا اور اسیطرح حکم ارتداد کا ہے اور اسیطرح
خریدنا عورت کا شوہر کو باعث بطلان نکاح کا ہے لیکن اگر زوج خریدے زوجہ کو تو اگرچہ
نکاح باطل ہے مگر وطی بملکیت جائز ہو جاویگی اور اگر کنیز آزاد ہو جاوے اور شوہر اوسکا غلام ہے
تو اوسکو اختیار فسخ کا ہے اور اسیطرح اگر غلام آزاد ہو جاوے اور زوجہ کنیز ہو تو اختیار
فسخ کا رکھتا ہے اور مالک کو اختیار ہے اگر خریدے کنیز شوہر دار کو یا غلام صاحب زوجہ کو
چاہے فسخ کر دے نکاح انکا چاہے برقرار رکھے اور اسیطرح اگر دونوں مملوک
ہوں تو بھی اختیار ہے **مطلب تیسرا** اولیاء عقد مین ہے پوشیدہ نہ رہے کہ ولایت
عقد کے شرعاً واسطے چند شخصوں کے ہے پس ولایت باپ اور دادا کی اور پردادا کی اور
علی ہذا القیاس پسر غیر بالغ اور دختر غیر بالغہ پر ہے یعنے جب باپ یا دادا اپنے لڑکے غیر بالغ
یا دختر غیر بالغہ کا نکاح کر دین تو پھر انکو بعد بلوغ اور رشد کے اختیار فسخ کا نہین اور عقد
لازم ہے پس اگر قبل بلوغ کے شوہر یا زوجہ مر جاوے تو ایک دوسرے کا وارث ہوگا

ذکر ولایت عقد

یعنی اگر باپ یا دادا اسنے نکاح غیر بالغہ کا غیر کفو سے یا اوس شخص سے کردیا ہو جسمین کوئی
عیب عیوب مذکورہ سے مثل جنون اور خصی ہونے کے تھا تو ثبوت مین غیر بالغہ کو اختیار ہوگا
بعد بلوغ اور رشد کے بنا بر مشہور کے اور اسیطرح اگر طفل نابالغ کا نکاح ایسی عورت سے
کردے کہ جسمین کوئی عیب موجب فسخ کا ہو اور اگر دختر نابالغہ کا عقد کسیکے غلام سے کردے
تو اختیار فسخ کا نہوگا اور اگر پسر نابالغ کا عقد کنیز سے کردے تو جن علماء نے نکاح کنیز مین
شرط عنت یعنی خوف وقوع فی الحرام کی کی ہی اونکے نزدیک یہ نکاح جائز نہوگا اسواسطے
کہ طفل سے خوف زنا کا نہین اور جنہون نے یہ شرط نہین کی ہے اونکے نزدیک صحیح ہے
اور عقد لازم ہوگا اور بعد بلوغ و رشد کے اختیار فسخ کا نہوگا اور تحقیق اس مسئلے کے
سابق مین گذری اور پسر بالغ اور دختر بالغہ پر ولایت انکی نہین بلکہ وہ خود مختار ہین لیکن
دختر بالغہ و رشیدہ و رسیدہ مین اختلاف ہے بعض علماء نے نکاح دائمی مین ولایت کو
ساقط کیا ہے نہ نکاح منقطع مین اور بعضون نے بالعکس کہا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ
اوسے اپنی نفس کا اختیار ہے خواہ نکاح دائمی ہو خواہ منقطع لیکن احتیاط اسمین ہے
کہ ولی سے بھی اجازت لیلے اگر ولی موجود ہو اور اگر بالغہ رشیدہ ہو و رشیدہ نہو
تو ولایت جد و پدر کی بالاتفاق ساقط ہے اور جسطرح ولایت باپ اور دادا کی نابالغون پر
ثابت ہے اسیطرح وقت حالت جنون مین بالغ ہون جسوقت کہ تزویج اونکے حق مین
اصلح و مناسب ہو اور اگر غیر جد و پدر نکاح کردین صغیر یا صغیرہ کا تو وہ نکاح فضولی ہے
اور عند البلوغ و رشد اونکو اختیار ہے چاہین فسخ کردین چاہین برقرار رکھین اسلیے
کہ ولایت نکاح کے سواے باپ اور دادا کے اور عزیزونکو مثل چچا اور ماموں اور بھائی
اور بہن اور ماں اور نانی اور دادی کے نہین ہاں جوان دونون مین سے بعد بلوغ و رشد کے

حکم نکاح فضولی

رشید

راضی ہو جاوے گا اوسکی طرف سے عقد لازم ہو گا اور جب اختلاف ہو تجویز جد و پدر
مین تو جس شخص کو دادا تجویز کرے وہ مقدم ہے اور باپکو چاہیے کہ اوسپر راضی ہو اور
اگر کسی نے ان دونون مین سے پہلے عقد کر دیا ہو تو دوسرا اوسکو باطل نہین کر سکتا اور ولایت
جد و پدر مین مسلمان ہونا اونکا شرط ہے پس اگر کافر ہون یا ایک کافر ہو تو مسلمان پر اونکو
ولایت نہین اور اسیطرح اگر دیوانہ یا بیہوش ہون یا کسیکے غلام ہون یا احرام حج کا یا عمرہ کا
باندھے ہون تو ان سب حالتون مین ولایت اونکے نہین پہنچسکتا تا وقتیکہ عذر برطرف ہو
اور اگر ایک ان دونون مین ایسا ہو اور دوسرا صحیح ہو تو ولایت صحیح کی صحیح ہے اور مستحب ہے
کہ بالغہ رشیدہ نکاح مین اجازت ولی کی بھی لیلے دوشیزہ ہو یا نہ اور اگر جد و پدر نہ رکھتی ہو
تو مستحب ہے کہ بھائیکو اپنی طرف سے مختار وکیل امر نکاح مین کرے اور اگر کئی بھائی ہون
تو بڑے بھائیکو اختیار دے اور جسوقت بالغہ رشیدہ نا کتخدا خواہش کرے نکاح کی اپنے کفو سے
اور باپ یا دادا مانع ہون تو جائز ہے کہ وہ نکاح کرے اگرچہ وہ ناخوش ہون اور اگر باپ
اور دادا بالغہ رشیدہ دوشیزہ کا بے اجازت اوسکے نکاح کر دین تو اوسکی اجازت پر موقوف
رہیگا اور اگر لڑکا یا لڑکی دیوانہ ہون بالغ ہون یا غیر بالغ اور نکاح کرنا اونکا اصلح و
مناسب ہو تو ولایت جد و پدر کی ثابت ہے دوسرے ولایت آقا کی مرد ہو یا عورت
لونڈی و غلام پر ثابت ہے مملوک بالغ ہو یا غیر بالغ عاقل ہون یا مجنون نکاح دایمی ہو یا منقطع
اور اگر لونڈی یا غلام بغیر اجازت آقا کی نکاح کر لین تو موقوف ہے آقا کی اجازت پر چاہے فسخ
کرے چاہے برقرار رکھے اور جسوقت نکاح کرے کنیز بغیر اجازت آقا کے اور آقا فسخ کر دے
اور مقاربت واقع ہو چکی ہو تو اگر وہ کنیز دوشیزہ تھی تو دسوان حصہ اوسکی قیمت کا مالک لے
سکتا ہے اور اگر دوشیزہ نہ تھی تو بیسوان حصہ قیمت کا اگرچہ کچھ حق تھا اور اگر کسیکا غلام تھا

ذکر شرائط ولی

تو اوسکے آقا سے اگر اوسنے اجازت نکاح کی دی ہو والا ذمہ پر اوس غلام کے رہیگا جب تک وہ آزاد ہو اور بعد آزادی اوسکو ادا کرنا لازم ہے اور جسوقت نکاح مملوک کا با جازت آقا کے واقع ہو تو مہر ذمہ مین آقا کے ہی اور اسیطرح مہر مملوک کا مال آقا کا ہے اور چاہیے مملوک کو کہ جسقدر مہر کی مالک نے اجازت دی ہے اوسی پر اکتفا کرے والا زیادتی اوسکی ذمہ پر رہتی ہے اور ولایت حاکم شرع کی اوسپر ہوتی ہے جو بالغ ہو لیکن عقل و تمیز نرکھتا ہو اور نکاح کرنا اونکے حق مین اصلح ہو چوتھے ولایت وصی کی غیر بالغ پر نہین اور نابالغ پر اوس صورت مین ہے کہ غیر رشید ہو اور ضرورت بھی نکاح کی ہو اور باپ دادا موجود نہون محقق علیہ الرحمہ نے شرایع مین اسی قول کو اختیار فرمایا ہے اور علامہ نے مختلف مین اور شہید ثانی اور صاحب جواہر الکلام نے ولایت وصی کو مطلقاً ثبوت دی ہے اور بعضے علما نے اوس صورت مین تجویز کیا ہے کہ باپ یا دادا نے تصریح اونکے نکاح کی وصیت مین کی ہو بہر حال مسئلہ خالی اشکال سے نہین ہر چند قول اخیر چندان بعید نہین اور رشد معلوم ہوتا ہے وقتیکہ نفع اور ضرر اپنا سمجھ سکین اور جسوقت کہ وکیل کرے واسطے ایقاع صیغہ نکاح کے تو اختیار کرے ایسے شخص کو کہ بالغ و عاقل و رشید و حر ہو اور نابالغ اور بیہوش اور مجنون اور سفیہ اور محرم نہو اور اگر کسیکا غلام ہو تو اوسکے آقا نے اجازت وکالت کی دی ہو عموماً یا خصوصاً اور وکیل کو چاہیے کہ صیغہ ایجاب و قبول صحیح پڑھ سکے اور بغیر اسکے جرات نکرے اسلئے کہ مقدمات فروج مین نہایت احتیاط لازم ہے کہ اسپر مدار نسب اور توریث کا ہے اور بطمع و حرص و پیشہ زر و مال آخرت و کمال ابدی گوارا نکرے اور توکیل مین جو الفاظ دلالت کرین وکیل کرنے پر اور قبول وکالت پر وہ کافی ہین اور صیغہ توکیل کی ضرورت نہین خواہ جانب ولی سے وکیل کیا جاوے خواہ جانب ناکح سے خواہ جانب منکوحہ

صیغہ

اور سکوت بالغہ رشیدہ دوشیزہ کا دلیل اجازت کی ہے وقتیکہ معلوم ہو کہ حیا مانع کلام ہے اور جو شخص
کہ وکیل کرے بالغہ رشیدہ واسطے ایقاع نکاح کے مطلقاً اور ناکح کو معین نکرے پس نہین جائز ہے
وکیل کو کہ اپنے ساتھہ عقد کرلے مگر اوسکی اجازت سے اور اگر وکیل کرے کہ اپنے ساتھہ ہی عقد
کرنا تو بھی بنابر قول بعضے علما کے صحیح نہین کہ اپنے ساتھہ عقد واقع کرے اسلیے کہ روایت عمار
ساباطی عدم جواز پر دلالت کرتی ہے اور اسلیے کہ متولی ایجاب وقبول کا ایکہی شخص ہوا جاتا ہے
لیکن مشہور جواز ہے اور محقق اور شہید ثانی اور جناب شیخ نجفی علیہم الرحمہ بھی قایل اسی قول کے
ہین اور عمومات سے بھی یہی مستفاد ہوتا ہے اور حدیث مذکور ضعیف ہے اور دلیل عقلی مخدوش ہے
اسلیے کہ تولی طرفین سے جہان ناکح ومنکوحہ غیر ہون درست ہی حالانکہ وہان بھی یہی لازم آتا ہے
پس جواز خالی از قوت نہین لیکن احتیاط ترک مین ہے اور کلا اقل مکروہ ہوگا اسواسطے کہ مقام
تہمت کا ہے واتقوا مواضع التہم اور اگر دادا اپنی پوتی کا عقد دوسری بیٹے کے دختر سے کردے
یا باپ اپنی دختر کا عقد اپنے موکل سے کردے تو درست ہی اگرچہ متولی ایجاب وقبول کے
خود ہی ہون اور عورت وکیل ہو سکتی ہے مرد کی اور عورت کی جسطرح مرد وکیل ہو سکتا ہے عورت
اور مرد کا اور وکالت مین بالغہ ورشیدہ کے اگرچہ اذن اوسیکا کافی ہے مگر اولی یہ ہے کہ اگر ولی بھی
اوسکا ہو تو اوسکی بھی اجازت لیلے **مطلب ۳** بیان عقد دایمی اور لوازم مین اوسکے اور اوسمین
چار فصلین ہین **فصل اول** تعیین زوج وزوجہ مین مخفی نرہے کہ تعیین اور تقرر زوج وزوجہ کا شرط صحت
نکاح ہے اور اسیطرح کفو ہونا اونکا بھی شرط ہے اور مراد کفو سے دونونکا مسلمان ہونا ہے
پس اگر احدہما کافر ہون تو نکاح صحیح نہین مگر زن کتابیہ سے صحت نکاح مین اختلاف ہے
بنابر مشہور کے عدم جواز ہے اور عورت مین اکتفا اسلام پر ہے مومن ہونا لازم نہین اور
اسمین اختلاف ہے کہ آیا مومن وشیعہ ہونا مرد کا لازم ہے یعنے جسوقت کہ عورت مومنہ اور

شیعہ ہو لیکن احتیاط یہ ہے کہ سنی ست زن شیعہ عقد نکرے اور خارجی اور ناصبی اور غالی کا فرہین ان کے
اونسے جائز نہین مرد ہو یا عورت انسے نکاح کرنا اور جو لوگ فاسق ہون خصوصاً شراب خوار ہیں مکروہ ہے
اور مستضعف سے مضائقہ نہین اور اسیطرح تزویج کرنا اپنے کسی لڑکی سے یا اوسکی بیٹی سے مکروہ ہی اور
جب کوئی شخص کسی عورت سے عقد کرے پھر طلاق دے اور وہ عورت شوہر ثانی سے اولاد بہم پہنچاوے
تو مکروہ ہے کہ شوہر اول اوسکا اپنے پسر کو جو دوسری عورت سے ہووے دختر سے اوس عورت کے
کہ جو شوہر ثانی سے بہم پہونچی ہے منعقد کرے اور جو عورت کہ سوت کسی شخص کے مان کی ہو باعتبار
دوسرے شوہر کے تو اس شخص کو نکاح اوس سے مکروہ ہی مثلاً ہندہ نے نکاح کیا زید سے اور زید کی
زوجہ محمودہ ہے پھر ہندہ نے بعد مفارقت زید کے عمرو سے نکاح کیا اور خالد پیدا ہوا تو خالد کو محمودہ سے
نکاح کرنا مکروہ ہے یا مثلاً ہندہ زوجہ ہے زید کی اور اوس سے بشیر پیدا ہوا اور بعد مفارقت زید کے ہندہ نے
عمرو سے نکاح کیا اور عمرو کی بی بی زینب بھی تھی پس بشیر کو زینب کے ساتھ نکاح کرنا مکروہ ہے
لیکن محقق صاحب شرائع کے کلام سے فقط پہلی صورت کی کراہت نکلتی ہے اور شہید ثانی نے
مسالک مین دوسری صورت کو مکروہ کہا ہے اور روایت زرارہ سے بھی عموم ظاہر ہوتا ہے
اور زن زانیہ سے قبل اسکے کہ توبہ کرے نکاح کرنا مکروہ ہے علی الاشہر اور موجود ہونا اور
اجازت دینا ولی کا نکاح بالغہ رشیدہ مین شرط نہین جیسا کہ گذرا اور اسیطرح اعلان نکاح اور
موجود ہونا گواہون کا بھی بنابر مشہور کے شرط نہین ہان مستحب ہے کہ ظاہر بظاہر عقد کو واقع کرے
اور حضور عادلین کا اور گواہی لوگون کی بھی سنت ہے چنانچہ مذکور ہو گا پس اگر دونون متعاقدین
باہم دیگر پوشیدہ نکاح کر لین یا ولی پوشیدہ اپنے اطفال کا عقد کر دین تو صحیح و درست ہے بلکہ اگر
کتمان کی شرط کرین تو بھی نکاح باطل نہو گا اور اسیطرح قادر ہونا زوج کا ادائے نان و نفقہ پر
علی الاشہر شرط صحت نکاح کی نہین ہے اور جائز ہے کہ غلام آزاد تزویج کرے غلام سے

اور زن عربیہ مرد عجمی سے اور زن ہاشمیہ غیر ہاشمی سے اور برعکس اور صاحبان حرفہ ہاے پست

صاحبان علم و ثروت سے جبوقت کہ قبل سے حال معلوم ہوا ور جعل و فریب نہو چنانچہ اگر

زوج ظاہر کرے انتساب اپنا کسی قبیلہ کیطرف اور بعد ظاہر ہو خلاف اوسکا تو عورت کو اختیار ہی

فسخ کا بنا بر قول بعضے علما کے او مسئلہ خالی اشکال سے نہین اور احتیاط لازم ہے پس اگر مرد

عورت کو تجدید نکاح پر راضی کرے یا عورت مرد کو راضی کر کے طلاق لیلیوے تو بے وعدغہ

درست ہوگا فصل ۲ بیان مہر مین ہے پوشیدہ نرہے کہ ذکر اور تعیین مہر کا عقد دائمی مین شرط

صحت نکاح کی نہین ہے بلکہ بعد عقد کے اور مباشرت کے بھی تعیین مہر کی برضاے طرفین ہوسکتی ہے

لیکن مستحب یہ ہی کہ ذکر مہر کا پہلے عقد کے ہوجاوے اور اگر قبل تعیین مہر اور بعد مباشرت کی طلاق دے

تو مہر مثل دینا ہوگا اگرچہ مستحب یہ ہے کہ قبل از تعیین مہر کے مباشرت نکرے اور مہر مثل اوسے

مہر مثل

کہتے ہین کہ جو اوسکی امثال اور جو مہر رکھتی ہون اور شرف و جمال مین برابر اسکے ہون خواہ اقربا

پدری ہون خواہ مادری تا وقتیکہ مہر سنت سے تجاوز نہو دالا مہر سنت دینا ہوگا اور زیادتی مہر کی

مطلقا مہر سنت سے مکروہ ہے اور مہر سنت پانسو درہم ہین کہ بحساب اہل ہند ایکسو سات روپیہ تخمینا

ہوتے ہین اور کمی مہر کی مطلقا سنت ہے چنانچہ حدیث مین وارد ہوا ہے کہ فرمایا جناب رسولخدا صلعم نے

افضل میری امت کی عورتون مین وہ عورت ہی کہ سادہ جمال رکھتی ہو اور مہر اوسکا کم ہو اور نحوست عورت کی یہ ہے

کہ مہر اوسکا زیادہ ہو اور جس چیز پر کہ باہم رضا واقع ہوجاوے وہ مہر ہو سکتا ہے مثلا مین ہو یا

مثل تعلیم قرآن کے یا سکہانا اور کسی صنعت کا بشرطیکہ وہ صنعت مباح ہو اور جس صورت مین

کہ عین ہو پس شرط یہ ہے کہ وہ چیز مملوک مسلمان کی ہوسکے اور مالیت بھی رکھتی ہو اور

چاہیے کہ مجہول نہو بلکہ شناخت اور تعیین اوسکی دیکھنے یا وصف سننے سے ہوسکے اور اگر

تجویز کرے کتاب خدا اور سنت پیغمبر کو اور معین کرے مہر کو پس بنا بر مشہور اور اجماع علما کی

یہ ہے کہ مہر اوسکا پانسو درہم ہونگے کہ مہر سنت ہے اور اگر مہر کے ادا کی مدت معین کیا چاہے
تو چاہیے کہ ایسی مدت ہو کہ جسمین کمی اور زیادتی نہو سکے اور قبل ادا کرنے تمام مہر کے یا بعض
مہر کے مباشرت کرنا مکروہ ہے بلکہ مستحب یہ ہے کہ منجملہ مہر کے یا علاوہ مہر کے اگرچہ بطریق
ہدیہ کے یا تبرع کے ہو کچھ قبل از مباشرت اوسکو دے اور جسوقت مدت ادای مہر کی معین
تو ہر وقت زوجہ کو مطالبا اپنے حق کا درست ہے اور قبل وصول مہر کے زوجہ کو پہونچتا ہے
کہ مقاربت کو قبول نکرے اور بعد مباشرت کے یا تعیین مدت ادای مہر کی البتہ امتناع کرنا
نہیں درست ہے اور بعد مباشرت کے تمام مہر ذمہ شوہر کے مستقر ہو جاتا ہے اور اگر قبل
مباشرت اور بعد تعیین مہر کے طلاق دے تو نصف مہر معین دینا ہوگا اور اگر سب ادا کر چکا ہے
تو نصف پھیر لیگا اور اگر قبل مباشرت اور قبل تعین مہر کے طلاق دے تو زوج موافق اپنے
حال کے کچھ اوسکو دے غنی موافق اپنے تونگری کے اور محتاج موافق اپنے حال کے اور اوسکو
متعہ کہتی ہین چنانچہ تصریح اسکی قران مین موجود ہے علی الموسع قدرہ وعلی المقتر قدرہ
اور اگر زوجہ یا شوہر قبل از مقاربت مرجاویگا اور ہنوز تعیین مہر کے نہوئی ہو تو نہ مہر ہے نہ متعہ
دینا ہوگا اور اگر تعیین کرے ایک مقدار کو مہر کی واسطے زوجہ کی اور پدر زوجہ کو بلا واسطہ کو
بھی کچھ دینیکا اقرار کرے تو ادا کرنا مہر کا لازم ہے اور جو واسطے ولی بلا واسطہ کے اقرار کیا تھا
دینا اوسکا لازم نہیں ہان اگر شرط کی ہو کہ مہر مین سے زوجہ کی باپ کو بھی کچھ دونگا
تو بعضے علما سے منقول ہوا ہے کہ اس صورت مین وفا کرنا شرط کا لازم ہے ہر چند کہ مشہور
اس صورت مین بھی اگرچہ یہی ہے کہ لازم نہیں ہے لیکن احتیاط مقتضی ہے کہ شرط کو وفا کرے
اور اگر شرط کرے عقد مین اوس چیز کی کہ جو مخالف ہو شرع کے یا رجحان شرعی نرکھتی ہو
تو صرف شرط باطل ہے اور عقد صحیح ہے اور اگر مشروع ہے تو درست ہے مثلاً اگر شرط کرے

عورت مہر دے کہ نکاح دوسرا نکرنا یا کسی عورت سے متعہ نکرنا یا کسی لونڈی کو حرم نہ بنانا تو ایسی
شرط باطل ہے اور عقد صحیح ہے اور اسیطرح اگر شرط کرے کہ فلان وقت مہر دے دینا
والا عقد باطل ہوگا تو یہ بھی شرط باطل اور عقد صحیح اور اگر شرط کرے کہ مجھکو میرے شہر سے
باہر نہ لیجانا تو ظاہر یہ ہے کہ ایسی شرط لازم ہوگی اور اگر شرط کرے کہ اگر باہر وطن سے
لیجاوے تو اسقدر مہر ہے اور اگر نہ لیجاوے تو اسقدر مہر کم ہوگا پس اگر بلاد اسلام
کیطرف لیجاوے تو اطاعت شوہر کی لازم ہے اور اگر بلاد کفر کی طرف تکلیف دے
تو اطاعت واجب نہین اور مستحق اوسے مہر زائد کے ہی اور مہر مال زوجہ کا ہے لینا اور عفو
کرنا اوسکے اختیار مین ہے اور اگر نکاح بولایت ایکے ہوا ہو تو ولی یعنے باپ یا دادا بنا بر
مصلحت کے عفو کر سکتا ہے اور بنا بر قول اکثر علما کے ولی تمام مہر صغیرہ کا معاف
نہیں کر سکتا اور ہبہ کرنا مہر موعود کا درست نہین اسلئے کہ ہبہ مین قبضہ شرط ہے اور دین غیر
مقبوض بالفعل نہین ہان عفو اور ابرا ہو سکتا ہے اور عفو کرنا مہر کا موجب ثواب عظیم کا ہی
چنانچہ قرآن مجید مین وارد ہے وان تعفوا اقرب للتقوی یعنے عفو کرنا تمہارا زیادہ تر نزدیک
ہے تقوی اور پرہیزگاری سے اور روایات صحیحہ مین وارد ہے کہ جو عورت مہر اپنا شوہر کو عفو
کردے عقد دائمی ہو یا منقطع حقتعالے بعوض ہر درہم کے ایک نور اوسکی قبر مین عنایت
فرماتا ہے اور بعوض ہر درہم کے ہزار فرشتونکو حکم فرماتا ہے کہ واسطے اوسکے نیکیان لکھین
قیامت تک اور اگر صبی نابالغ کو تزویج کرین بولایت پس اگر وہ لڑکا وقت تزویج کے
صاحب مال ہو تو مہر اوسیکے ذمہ مین ہوگا والا ولی کے ذمہ پر ہے اور اگر اختلاف کرین
زوج و زوجہ اصل مہر مین یا صفت مہر مین یا مقدار مین اور بینہ نہو تو قول زوج کا مع القسم
معتبر ہے اور اگر زوج دعوی کرے ادائے مہر کا اور زوجہ منکر ہوا اور بینہ موجود نہو

تو قول زوج کا معتبر ہے ساتھ قسم کے اور اگر زوجہ کہے کہ تونے بطور ہبہ کے دیا ہے نہ
بطور مہر کے اور زوج منکر ہو تو قول زوج کا معتبر ہے اور اگر اختلاف کریں مقاربت مین بعد
خلوت کے اور عورت دعوی کرے مقاربت کا اور قبل عقد کے دوشیزہ نہ تھے تو قول زوج کا
معتبر ہے اور اگر تعیین مہر کی مفوض ہو رائے زوج پر تو جسقدر چاہے معین کرے کمی اور زیادتی
کی حد نہین اور اگر رائے زوجہ کے ہو تو زیادتی مہر سنت سے نہین کر سکتی **فصل تیسری**
ایجاب و قبول مین عقد دایمی ہو یا منقطع ایجاب و قبول اسمین شرط ہے ایجاب عورت کی
طرف سے اور قبول مرد کی طرف سے ہوتا ہے اور یہ دونون خواہ بالاصالت ہون خواہ
بولایت خواہ بوکالت اتحاد مجلس کا اسمین شرط ہے یعنی ایجاب کے بعد قبول بغیر تاخیر کے ہو
اور تقدیم ایجاب کے نزدیک اکثر علما کے شرط نہین بلکہ بہتر ہے لیکن اگر ناکح قبول کو
مقدم کرے تو چاہیے کہ اسطرح سے کہے تزوجت پس وہی یا وکیل سے کہے زوجتک اور
واسطے ایجاب کے عقد دایمی مین لفظ انکحت اور زوجت کی واقع ہے پس اگر دونو
صیغہ پڑہے جائین ایک بلفظ انکحت اور دوسرا بلفظ زوجت تو احتیاط سے قریب ہوگا
اور واسطے قبول کے لفظ قبلت النکاح یا قبلت التزویج یا فقط لفظ قبلت یا تزوجت
کہی کافی ہے اور ادا کرنا ان صیغونکا بلفظ عربی درکار ہے اگرچہ درصورت تعذر غیر زبان
عربی بہی کافی ہے وقتیکہ ایجاب و قبول بر نہج معتبر واقع ہو بلکہ اگر عاجز ہو گویائی سے تو اشارہ
مفیدہ بہی کافی ہے اور باوجود قدرت ادائے صیغہ کے وکیل کرنا درست ہے اور لازم ہے
کہ صیغہ ایجاب و قبول کو بلفظ ماضی واقع کرے نہ بلفظ مستقبل اور قصد کرے انشا نہ کا نہ خبر
دینیکا یعنے یہ خیال کرے کہ اسی صیغہ سے نکاح ہوجاویگا نہ یہ کہ نکاح ہو چکا ہے
اوسکا حال بیان کرتا ہون اور قبل پڑہنے صیغہ ایجاب و قبول کے پڑہنا خطبہ کا جو مشتمل ہو حمد و ثنا

اور درود و صلوات بھی مستحب ہے اور خطبہ نکاح کے سب بین مگر وہ خطبہ کہ جو امام محمد تقی علیہ السلام نے بوقت اپنے تزویج کے دختر مامون ملعون سے انشاد فرمایا تھا بہتر گا اور تیمنا مذکور ہوتا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ اقرارا بنعمتہ ولا الہ الا اللہ اخلاصا لوحدانیۃ وصلی علی محمد سید بریتہ اما بعد فقد کان من فضل اللہ علی الانام ان اغناہم بالحلال عن الحرام فقال سبحانہ وانکحوا الایامی منکم والصالحین من عبادکم وامائکم ان یکونوا فقراء یغنہم اللہ من فضلہ واللہ واسع علیم اور چونکہ لفظ نکاح بنابر استعمال عرب کے کبھی متعدی دوسرے مفعول کیطرف بنفسہ ہوتی ہی یعنی بغیر واسطے کسی کے حرف تعدیہ کے اور کبھی بواسطہ ہوتی اور لفظ تزویج کے کبھی متعدی بنفسہ اور کبھی متعدی بواسطہ باکی او بنابر ارشاد اخوند مجلسی علیہ الرحمہ کے تعدیہ تزویج کا بحرف من ابہا سبب لہذا اگر اسیطرح سے صیغہ ادا ہو جاوے تو بہتر ہے اور مخفی نہ ہے کہ کبھی متعاقدین خود بنفسہ صیغہ ایجاب و قبول واقع کرتے ہین اور کبھی بوکالت دونو جانب سی اور کبھی ایک جانب سے اور کبھی بولایت دونون جانب سے کبھی ایک جانب سے اور کبھی فضولی دونون طرف سے کبھی ایکطرف سی پس خوانندہ جہان جیسا مقام ہو اوس طرحکا صیغہ پڑھے اور تعیین زوج و زوجہ کے باشارہ یا باسم کر لینا بہتر ہے اور بنا بر رعایت لفظ قرآن کے ذکر مرد کا درمیان صیغہ کے عورت کے ذکر پر مقدم کرنا بہتر ہے اگرچہ عکس بھی درست ہے پس جن لفظ لکھا جاتا ہے کہ جاری ہے اکثر ہوا ہوا مذبورہ کا اور اگر کوئی صورت رہگئی ہے تو اوسکا استنباط بھی اسی نقشے سے ہو سکتا ہے

ولی دونوں کی صیغہ پڑھیں			
انکحت ابنتی ہذہ ولایۃ عنہا ابنک علی المہر المعلوم انکحت ابنتی ولایۃ عنہا من ابنک علی المہر المعلوم	قبلت النکاح لابنی علی المہر المعلوم	زوجت ابنتی زینب ولایۃ عنہا ابنک علی الخ زوجت ابنتی ولایۃ عنہا من ابنک علی الخ زوجت ابنتی ولایۃ عنہا بابنک علی الخ	قبلت التزویج لابنی علی المہر المعلوم
وکیل دونوں کی ولی کی صیغہ پڑھیں			
انکحت بنت موکلی ابن موکلک علی المہر المعلوم انکحت بنت موکلی من ابن موکلک علی المہر المعلوم	قبلت النکاح لابن موکلی علی المہر المعلوم	زوجت بنت موکلی ابن موکلک علی الخ زوجت بنت موکلی من ابن موکلک علی الخ زوجت بنت موکلی بابن موکلک علی الخ	قبلت التزویج لابن موکلی علی المہر المعلوم
صیغہ فضولی			
انکحت زینب محمدا علی المہر الخ انکحت زینب من محمد علی المہر المعلوم	قبلت النکاح لمحمد علی المہر المعلوم	زوجت زینب محمدا علی المہر المعلوم زوجت زینب من محمد علی المہر الخ زوجت زینب بمحمد علی المہر المعلوم	قبلت التزویج لمحمد علی المہر المعلوم
مرد و عورت خود صیغہ ایجاب قبول پڑھیں			
انکحتک نفسی علی المہر المعلوم انکحت نفسی منک علی المہر المعلوم	قبلت النکاح لنفسی علی المہر المعلوم	زوجت منک نفسی علی المہر المعلوم زوجت بک نفسی علی المہر المعلوم زوجتک نفسی علی المہر المعلوم	قبلت التزویج لنفسی علی المہر المعلوم
وکیل مرد و عورت کے صیغہ پڑھیں			
انکحت موکلک موکلتی علی المہر الخ انکحت من موکلک موکلتی علی المہر المعلوم	قبلت النکاح لموکلی علی المہر المعلوم	زوجت موکلتی ہذہ موکلک علی المہر المعلوم زوجت موکلتی من موکلک علی المہر المعلوم زوجت موکلتی بموکلک علی المہر المعلوم	قبلت التزویج لموکلی علی المہر المعلوم

اور جسوقت صیغہ پڑہنے والے مختلف ہون مثلاً ایک وکیل ہو اور دوسرا ولی تو ہرایک موافق اپنے مذہب کے صیغہ پڑہے اور اگر ولی اولاد لیے
تو بجائے بیٹی کو بنت ابنی کہے اور قبول مین بجائے لابنتی کی لابن ابنی آور اگر ولی حاکم شرع ہو یا وصی تو نام ونکا لیجائے بجا
اور اگر وکیل بالغہ رشیدہ کا ہو تو احوط یہ ہے کہ اوسکے ولی سے بھی اجازت لیلے اور
صیغہ اسطرح بہتر ہے انکحت موکلتی موکلک بوکالۃ عنہا وعن ولیہا علی المہر المعلوم اور لفظ
مہر اور صداق سکے ہی معنے مہر کے ہین پس بجائے علی المہر المعلوم کے علی الصداق وعلی المہر
بھی کہہ سکتے ہین اور واقع کرنا عقد کا شبکو مستحب ہے اور دنکو موجب عدم موافقت کا ہوتا ہے
چنانچہ منقول ہے کہ خبر پہنچی جناب امام محمد باقر علیہ السلام کو کہ فلان شخص نے دنکو نکاح کیا
عقد کیا حضرت نے فرمایا مجھے گمان نہین کہ باہم الفت واتفاق ہو پس بہت جلد اونمین
نفاق اور جدائی ہوگئی اور منع ہے عقد کرنا یا زفاف کرنا اوس ایام مین کہ قمر در عقرب ہو
یا تحت الشعاع ہو اور درمیان عیدین کے عقد کرنا جائز ہے کچھ قباحت نہین اور جب دلہن
کو گھر مین لاوے تو سنت ہے کہ خود بھی وضو کر کے دو رکعت نماز بجا لاوے اور اوسکو بھی
حکم کرے تا نماز پڑہے اور بعد نماز کے خود یہ دعا پڑہے بسم اللہ الرحمن الرحیم اللھم ارزقنی
الفہا وودہا ورضاہا وارضنی بہا واجمع بیننا باحسن اجتماع وانس وایتلاف فانک تحب الحلال
وتکرہ الحرام اور جو لوگ وہان موجود ہون اونسے کہے کہ آمین کہین اور موزہ اوسکے پاؤن سے
اوتارے اور پاؤنکو اوسکے پانی سے دہووے اور وہ پانی منتہائے خانہ تک چہڑک دے
اسلیے کہ حدیث مین وارد ہے کہ جو ایسا کریگا تو خدائے تعالیٰ ستر ہزار نوع کی پریشانی
اوس گھر سے دور فرماتا ہے اور ستر ہزار نوع کی برکت اوس گھر مین داخل فرماتا ہے اور ستر ہزار
طرح کی رحمت عروس پر نازل فرماتا ہے تا اینکہ وہ برکت پہنچتی ہے ہر گوشہ خانہ مین
اور محفوظ ہوتی ہے عروس دیوانگی اور جذام اور مرض سفید سے جبتک اوس گھر مین ہے

ہے اور منع کرے عروس کو سات دن تک دودھ کہانیسے اور سرکہ کہانیسے اور دہنیا
او سیب ترش سے کہ باعث عقیم ہونیکا ہے فصل چوتھی آداب مجامعت مین منقول ہے کہ جب ارادہ
مجامعت کا کرے پہلے ہاتھ اوسکے پیشانی پر رکہے اور یہ دعا پڑہے اللھم علی کتابک تزوجتھا
وفی امانتک اخذتھا وبکلماتک استحللت فرجھا فان قضیت فی رحمھا شیئا فاجعلہ مسلما سویا
ولا تجعلہ شرک الشیطان اور وقت ایقاع کے پہلے بسم اللہ کہے کہ شرک شیطان سے
محفوظ رہے اور منع ہے کہ مثل جانورونکے درآوے بلکہ چاہیے تعجیل نکرے اور دست بازی
اور خوش طبعی کرے پہر آمادہ ہو اور ایسے مقام پر واقع کرے کہ جہان کوئی ناظر نہو کہ اوسکو
دیکھے یا کلام اونکا یا آواز اونکی سنے یا دم سانس اونکی سنے اسلیے کہ حدیث مین وارد ہے کہ جو ایسا کریگا
تو جو لڑکا پیدا ہوگا وہ رستگار نہوگا بلکہ زناکار ہوگا اور وقت مجامعت کے فرج زن کیطرف
ندیکہے کہ موجب اندہے ہونے فرزند کا ہے اور باتین نکرے کہ باعث گونگے ہونے فرزند کا ہے
اور اول شب واقع نکرے اگر شکم سیر ہو کہ خوف درد قولنج اور فالج اور لقوہ اور نقرس
او سنگ مثانہ اور سلس البول اور ضعف چشم کا ہے بلکہ چاہیے کہ آخر شب واقع کرے
کہ مصلح بدن ہے اور بہترین اوقات جماع شب دوشنبہ اور شب سہ شنبہ اور شب پنجشنبہ
اور شب جمعہ ہے خصوصا بعد نماز عشا اور وقت زوال روز پنجشنبہ اور بعد عصر روز جمعہ اور
منع ہے مقاربت کرنا اپنی زوجہ یا مملوکہ سے حالت حیض مین اور اگر ایسا کریگا تو اول حیض
مین ایک دینار اور وسط حیض مین نصف دینار اور آخر حیض مین ربع دینار کفارہ دیگا اور
بعضے علما یہ کفارہ دینا واجب جانتے ہین اور خالی احتیاط سے نہین ہے اور حالت
نفاس مین بہی نزدیکی درست نہین اور زن مستحاضہ جب اغتسال اور اعمال متعلقہ اپنے
بجالاوے تو حکم طاہرہ مین ہے اور اوس سے وطی درست ہے والا منع ہے اور حالت

احرام مین بھی منع ہے دونون محرم ہون یا ایک اور حالت اعتکاف مین اور حالت صوم
واجب مین خواہ روزہ ماہ رمضان کا ہو یا قضای ماہ رمضان کا یا نذر معین کا اور اگر روزہ واجب
مین اپنی زوجہ روزہ دار سے جبراً مجامعت کریگا تو کفارہ اوسکا بھی اسیکے ذمہ واجب ہے
اگر وہ عورت ابتدا سے انتہا تک راضی نہوئی ہو اور سوای اسکے مستحق پچاس تازیونکا بھی
ہوگا بنا بر تعزیر کے اور جس وقت کہ وقت نماز کا تنگ ہو اور اتنا زمانہ نہو کہ بعد ایقاع
غسل کرے اور نماز بجالاوے تو چاہیے کہ مباشرت سے باز رہے اور مسجد مین
اس فعل سے پرہیز کرے اور اگر کسی عورت سے وطی شبہہ واقع ہوئی ہو تو اوسکے شوہر کو
چاہیے کہ اسسے وطی نکرے تا وقتیکہ وہ عورت عدہ اوسکا تمام نکرے اور اگر کنیز حاملہ کو خریدے
تو قبل اسکے کہ حمل اوسکا چار مہینہ کا ہو جاوے اوس سے مقاربت نکرے اور بعد گذرنے
مدت مذکورہ کے وطی اوس سے مکروہ ہے مگر یہہ کہ عزل کرے یعنے بیرون فرج منزل ہو
اور اسیطرح اگر مالک ہو کنیز کا تو قبل اسکے کہ وہ حایض ہو اوس سے وطی نکرے اگر
حائض ہوتی ہو اور اگر سن حیض کا رکھتی ہو لیکن حایض نہوتی ہو تو بعد گذرنے پینتالیس دن
کے اوس سے وطی کرے مگر یہہ کہ اوسکے آقا نے استبرا کیا ہو یا مالک اوسکی عورت ہو
یا حالت حیض مین اسکے ملک مین داخل ہوئی ہو یا بالغہ ہو یا حاملہ ہو اور مکروہ ہے مقاربت
کرنا بعد احتلام کے قبل از وضو یا غسل کے اسلیے کہ بنا بر ایک حدیث کے جو لڑکا پیدا ہوگا
خوف ہے کہ دیوانہ ہو اور اگر بعد مقاربت کے پھر مقاربت کرے تو مکروہ نہین اور برہنہ
مجامعت کرنا اور کشتی مین اور زیر آسمان اور زیر درخت میوہ دار اور درمیان طلوع
صبح تا طلوع آفتاب اور جسوقت کہ آفتاب مائل بزردی ہو خواہ قریب بطلوع خواہ
قریب بغروب اور بعد غروب کے تا وقتیکہ سرخی جانب مغرب سے زائل ہو اور اول

ساعت شب مین اور درمیان اذان واقامت کے اور وقت ظہر کے مگر روز پنجشنبہ اور
شب چہارشنبہ اور اول ہر ماہ مین مگر اول ماہ رمضان مین کہ مستحب ہے اور آخر اور وسط
ہر ماہ مین اسلیے کہ حدیث مین وارد ہے کہ اگر نطفہ ان اوقات مین قرار پاویگا تو خوف ہے
کہ ساقط ہو جاوے یا فرزند دیوانہ ہو اور وقت چاند گہن یا سورج گہن کے یا آندہی سیاہ
یا زرد کے یا وقت زلزلے کے یا ایسی مقام پر کہ کوئی طفل غیر ممیز دیکھتا ہو اور رو بقبلہ
اور بہ پشت قبلہ اور محاذی آفتاب کے اور ایستادہ اور سفر مین جسوقت کہ پانی واسطے
غسل کے نہو اور اوس کنیز سے جو غیر سے اسکی حاملہ ہو بعد استبرا کیے اور زن زنا اوسی
اور قبل ادا ے تمام مہر یا بعض مہر کے اور اگر وقت عقد کے مہر مشخص نہوا ہو تو قبل تعین
مہر کے اور بعد حیض و نفاس کے قبل از غسل اور شب عید قربان اور اوس شبکو کہ جسکی
صبح کو ارادہ سفر کا ہو یا روز سفر کے اور مقاربت کرنا اپنے حلیلہ سے بخواہش و خیال دوسری
عورت کے اور وطی کرنا عورت کو دُبر مین مکروہ ہے بکراہت شدید اور بعضے علما حرام جانتے ہین
اور ظاہر یہی ہے کہ حرام ہے اور عزل کرنا یعنے منزل ہونا باہر فرج زن حرّہ کے کہ منکوحہ
بنکاح دائمی ہو نزدیک شیخ الطائفہ اور شیخ مفید اور شہید اول کے درست نہین
اور اگر ایسا کریگا تو دیت نطفہ کی یعنے دس دینار دینا ہونگے اور نزدیک محقق ثانی
اور شہید ثانی اور علامہ حلی اور جناب شیخ بہائی کے مکروہ ہے اور دیت واجب نہین
اور محقق صاحب شرایع عزل کو مکروہ جانتے ہین اور دیت کو واجب اور یہ امر غریب ہے
اور مسئلہ مین اشکال ہے ہر چند قول ثانی خالی قوت سے نہین ہے للشہرتہ و
کثرۃ الاحادیث اور اگر شرط کر لی ہے یا وہ عورت کنیز ہے تو درست ہی اور ترک کرنا
وطی کا زیادہ چہار مہینہ سے درست نہین بغیر عذر شرعی کے اور بہتر یہ ہی کہ بال

زن وشوہر کا ملحوظ ہو والا باعث عداوت ومفارقت کا ہوتا ہے چنانچہ حدیث مین وارد ہے
اور فوائد ونقصان ان اوقات کے ایک حدیث طویل مین ابو سعید خدری سے منقول ہین کہ
جناب رسولخدا صلعم نے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے ضمن وصیت کی فرمائی ہین بنظر اختصار
تفصیل اوسکی موقوف ہوئی مطلب پانچوان نکاح منقطع مین ہے مخفی نرہے کہ نکاح منقطع کو
متعہ کہتے ہین اور وہ یہہ ہے کہ زن ومرد نے واسطے نکاح کے ایک مدت معین کی ہو کہ زمانہ
نکاح سے اوس مدت تک وہ عورت اوسکے نکاح مین رہی اور متعہ شرع کی رو سے ثابت ہے
بلکہ مستحب ہے مگر مخالفین نے انکار کیا ہے سوای مالک کی کہ وہ قایل جواز کا ہے اور غایت و
غرض شارع ؑ کی متعہ سے محفوظ رکھنا زنا اور لواطہ سے ہی چنانچہ جناب امیر المومنین ؑ ایک
حدیث مین بنا بر بعضے تفاسیر کے فرماتے ہین کہ اگر عمر لوگونکو منع نکرتا متعہ سے تو کوئی شخص
زنا نکرتا مگر ایسا ہے شقی اور بدبخت اور بنا بر دوسری تفسیر کے فرمایا ہے کہ کوئی زنا نہ کرتا مگر
اقل قلیل اور فضایل متعہ کے زائد اس سے ہین کہ اس مختصر مین بیان ہو سکین مگر چند روایتین
بیان ہوتی ہین کہ باعث رغبت کی ہون ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے کتاب من لایحضرہ الفقیہ
مین جناب امام بحق ناطق حضرت جعفر صادق ؑ سے روایت کی ہے کہ اون حضرت نے
فرمایا جو حرام جانے متعہ کو وہ ہمسے نہین اور اونہین حضرت سے کتاب مذکور مین مسطور ہے
کہ جو شخص متعہ کرے خالصاً لوجہ اللہ جو کلمہ اوس عورت سے کہے ایک حسنہ واسطے اوسکے لکھتے ہین
اور ہر گاہ اوس سے نزدیکی کرتا ہے حق تعالے اوسکے گناہ عفو فرماتا ہی
اور ہر گاہ غسل کرتا ہے بعدد ہر بال کے کہ اوس پر پانی جاری ہوتا ہے رحمت اور
مغفرت درگاہ احدیت سے ارزانی ہوتی ہے اور دوسری حدیث مین وارد ہے کہ جو شخص
متعہ کرے پھر غسل بجالاوے تو حقتعالے پیدا فرماتا ہے ہر قطرہ سے کہ ٹپکتا ہے اوس سے

ستر ستر فرشتہ کہ استغفار کرتے ہین اوسکے لیے قیامت تک اور لعنت کرتے ہین اوسپر
جو پرہیز کرے متعہ سے قیامت تک اور منقول ہے کہ ایک شخص نے خدمت باسعادت
حضرت ابو الحسن ع مین عرض کی کہ مینے قسم کہائی ہے کہ متعہ نکرونگا اب پشیمان ہون آیا جائز ہے
کہ اب متعہ کرون حضرت نے فرمایا کہ تو نے قسم کہائی کہ اطاعت خدا کی نکرے اگر تو اطاعت
خدا کی نکریگا تو گنہگار ہوگا اور ازین قبیل اور روایتین فضایل متعہ مین بہت وارد ہین کہ ذکر اونکا
باعث طول ہے اب جاننا چاہیے کہ متعہ کرنا زن مسلمہ یا اہل کتاب سی درست ہی اور زنان
بت پرست سی اور ناصبیہ اور خوارج سے درست نہین اور زنان ذمیہ سے متعہ درست ہے
مگر اونکو منع کرے اکل نجاسات اور شرب خمر سے اور بجانے دی اونکو معابد مین اونکے
اور کسیکی کنیز سے بغیر اجازت اوسکے آقا کی متعہ درست نہین اور اگر زن حرہ اوسکے عقد مین ہو
تو اجازت زوجہ کی بہی درکار ہے اور اسیطرح اگر بہانجی یا بہتیجی سے زوجہ حرہ کے متعہ کرے
تو اجازت زوجہ کی درکار ہے اور سنت ہی متعہ کرنا زن مومنہ عفیفہ سے اور زن زانیہ سے
متعہ نکروہ ہے خصوص ذوات الاعلام سے زیادہ تر مکروہ ہے اور اسیطرح زن دوشیزہ سے
بہی بے اجازت اوسکے باپکے مکروہ ہے اور شرائط متعہ سے ہی واقع کرنا ایجاب قبول کا
بلفظ انکحت یا زوجت یا متعت اور قبول بلفظ قبلت یا رضیت اور مثل اسکے جسی رضا و قبول
معلوم ہو اور مثل عقد دایمی کے صیغہ اسکا بہی ماضی بقصد انشاء واقع کرے جیسا کہ
سابق مین گذرا خواہ بوکالت ہو خواہ باہم دیگر متعاقدین خود پڑہین خواہ احدہما
وکیل کرین اور عربیت صیغہ کی شرط نہین لیکن تا وقتیکہ ممکن ہو زبان عربی سے عدول
نکرے اور گواہ مقرر کرنا ضرور نہین مگر وقتیکہ خوف اتہام کا ہو اور دوسری شرط معین
کرنا مہر کا ہے اسلیے کہ بے تعین مہر کے متعہ درست نہین اور مہر مین درکار ہے وہ معین

کہ مالیت رکھتی ہو اور اہل اسلام کے ملک مین آسکتی ہو یعنے مثل شراب اور سوئر کے نہو
اور کمی و زیادتی کے کچھ حد نہین جسپر تراضی طرفین کے ہو جاوے اور تیسری شرط مقرر کرنا مدت
متعہ کا ہے ایسی مدت کہ جسمین احتمال کمی اور زیادتی کا نہو اور بمجرد عقد کے مہر لازم ہوتا ہے
اور بعد مقاربت کے مستقر ہوجاتا ہے لیکن اگر قبل از مقاربت مدت متعہ کی ہبہ کردے تو نصف
مہر دینا ہوگا اور اگر عورت بعد عقد متعہ کے مباشرت پر راضی نہو تو موافق اوس مدت کے
مہر سے کمی ہو جائیگی مثلاً مدت متعہ کی چار دن تھے اور ایک دن وہ عورت مقاربت پر
بے عذر شرعی راضی نہوئی تو مہر معین سے ربع کم ہوجاویگا اور اگر متن عقد مین ذکر مدت کا نکرین
تو اسمین اختلاف ہے محقق علیہ الرحمہ شرایع مین قایل اسکے ہین کہ وہ عقد دایمی
ہوجاویگا وہو المشہور اور شہید ثانی نے شرح لمعہ مین بطلان عقد کو اقوی کہا ہے اور
دلیل اوسکی واضح ہے لیکن صاحب جواہر الکلام نے ایک وقت کی ہے اور مشہور کو تقویت
دی ہے اور ذکر اوسکا اس رسالہ مین مناسب نہین اور اگر مرات کی شرط ہو اور ذکر
مدت کا مطلق نہو تو وہ عقد باطل ہوگا اسواسطے کہ مدت متعہ کی معلوم نہوئی اور اسیطرح
اگر ذکر مہر کا نہو تو بھی عقد باطل ہے بخلاف نکاح دائمی کے کہ اوسمین مہر مثل دینا ہوگا
اور ہبہ کرنا مدت متعہ کا باعث مفارقت و افتراق کا ہے اور طلاق و لعان متعہ مین
نہین اور ظہار مین اختلاف ہے اور بنا بر قول محقق اور شہید اول اور ثانی کے ظہار
واقع ہوسکتا ہے اور عقد متعہ مین میراث ملتی ہے یا نہین اس مسئلہ مین اختلاف عظیم ہے
بعض علما نے فرمایا ہے کہ میراث نہین ہے مگر جس صورت مین کہ دونون نے باہم دیگر
یا ایک نے شرط میراث کی کرلی ہو یہہ قول محقق اور شہید اول و ثانی کا ہے اور بعضے
قایل اسکے ہین کہ باوجود شرط کی بھی میراث نہوگی اور بعضے قایل اسکے ہین کہ بغیر شرط کی

سبھی میراث ہوگی اور ایک قول یہہ ہے کہ اگر عدم میراث کی شرط کی ہو تو میراث ہوگی اور
قول دوسرا یعنے نہونا میراث کا مشہور و منصور ہے اور قول اول کو بعضے وجوہ سے قوت
ہے لیکن خالی اشکال سے نہین اور جب مدت متعہ کی منقضی ہوجاوے اور مباشرت
واقع ہوچکی ہو یا زوج نے بعد مباشرت کے مدت متعہ کی بخش دی ہو تو عدہ رکھنا اوس عورتکو
لازم ہے اور عدہ اوسکا مثل عدہ طلاق کے دو حیض ہین اگر صاحب حیض ہو اور اگر سن
حایض کا رکھتی ہو اور حایض نہو پس پینتالیس دن ہین خواہ وہ عورت حرہ ہو خواہ کنیز
اور باقی سب احکام متعہ کے مثل عقد دایمی کے ہین یعنے مثل اسکی کہ جو عورتین حرام ہین
نسبًا یا رضاعًا یا اور سبب سے جسطرح اونسے عقد دایمی جایز نہین ہے اوسیطرح اونسے
عقد منقطع بھی درست نہین ہے اور اگر حرہ ہے تو عدہ وفات مین مثل زوجہ حرہ کی ہے
اور اگر کنیز ہے تو مثل عدہ کنیز منکوحہ کے ہی اور اگر حاملہ ہو تو ابعد الاجلین اوسکا عدہ ہے
یعنے اگر وضع حمل پیشتر ہو گیا تو عدہ تک انتظار کرے اور اگر عدہ کی مدت پہلی گذرجاوے
تو جبتک وضع حمل نہو عدہ باقی ہے اور اس بابمین کنیز اور حرہ کا حکم ایک ہی ہے **مطلب چھٹا**
غلام و کنیز کے بیان مین ہے جاننا چاہیے کہ مباشرت کرنا کنیز سے بالملک ہے
یا بتحلیل یا بعقد دایمی ہو یا منقطع اور احکام ہر ایک کے علحدہ علحدہ بیان ہوتے ہین
فصل پہلی معلوم ہو کہ اگر کوئی شخص مالک کنیز کا ہو تو اوسپر وہ کنیز حلال ہے بشرطیکہ
وہ کنیز بملک صحیح اوسکے مملوک ہوئی ہو اور اون عورتون سے نہو کہ اوسپر حرام ہین
نسبًا یا رضاعًا یا بسبب عقد وغیرہ کے عینًا ہو یا جمعًا جیسے مان اور بہن اور پھوپھی اور
خالہ اور دیگر محرمات نسبی کہ یہہ عینًا حرام ہین اور اسیطرح مان اور بیٹی زن مدخولہ
کی بھی نہو اور بہن اوسکی کہ یہہ جمعًا حرام ہین مگر یہہ کہ پہلی سے افتراق شرعی کرے

تو اوسکی بہن سے وطی کرسکتا ہے خواہ بعقد خواہ بملک اور موطوۂ باپ کی مملوک بیٹی کی ہوسکتی
ہے جسطرح کہ موطوۂ بیٹی کی مملوک باپکے ہوسکتی ہے مگر وطی کرنا اوسے دونون کو درست نہین
جیساکہ مذکور ہوا اور جسقدر کنیزین ہوون اونسے وطی کرنا درست ہے کچھہ حصر و تعداد شرعاً
اونکی نہین ہے اگر موانع نہون اور نکاح مملوک کا بغیر اجازت آقا کی درست نہین خواہ
مملوک ایک کا ہو خواہ مشترک کا پس اگر بے اجازت آقا کی واقع ہو تو موقوف ہے اوسکی
اجازت پر اگر برقرار رکہے تو درست ہے والّا باطل ہے اور اگر مالک کنیز کا ہو تو یا خود اوسے
وطی کرے یا کسی سے اوسکا نکاح کردے اسلیئے کہ بعض اخبار مین وارد ہے کہ اگر ایسا
نکریگا اور وہ مرتکب زناکی ہو تو گناہ اوسکا ذمہ آقا کے ہوگا پس اگر اپنی کنیز کا عقد
کسی سے کردیا ہو تو وہ کنیز آقا پر حرام ہے جبتک افتراق شرعی فیمابین اونکے واقع ہو
اور مدت عدہ کی گذرجاوے اور اگر اپنی کنیز کا اپنی غلام سے عقد کردے تو ہر وقت
مالک کو اختیار ہے جب چاہی فسخ کردے اور طلاق دینے کا مالک آقا ہے اور سنت
ہے کہ اگر اپنے غلام و لونڈی کا باہم دیگر نکاح کردے تو کچھہ اپنے مال سے اونکو دے
اور بعضے علما مثل شیخ ابو جعفر اور شیخ مفید علیہما الرحمہ اور ابو الصلاح وغیرہ قایل
وجوب کے ہین اور قول اول مشہور ہے اور بیع کرنا اور ہبہ کرنا اپنے مملوک کا درست ہے
اگرچہ نکاح اونکا کردیا ہو پس اگر بیع کرے کنیز کو یا غلام کو تو خریدار کو اوسیوقت اختیار
ہے چاہے نکاح اوسکا فسخ کردے چاہے برقرار رکہے اور اگر دونون کو ایک ہی
شخص نے مول لیا ہو تو اوسکو ہر وقت اختیار ہے اور اسیطرح اگر دو شخصون نے
ملکر خریدا ہو تو اون دونون کو اختیار ہے جب چاہین فسخ کردین اور اگر آزاد کردے
اوس کنیز کو کہ جسکا نکاح کردیا تہا تو اوسکو اختیار ہے اپنے نکاح مین چاہے فسخ کرے

چاہے برقرار رکہے اگر شوہر اوسکا غلام ہو چنانچہ منقول ہے کہ جب عایشہ نے اپنی کنیز بریرہ کو
آزاد کیا تہا تو فرمایا تہا جناب رسول خدا صلعم نے بریرہ سے کہ تجہکو اختیار ہے اپنی نکاح
مین چاہے برقرار رکہہ چاہے فسخ کردے اور اگر زوج اوسکا حر ہے تو اکثر علما کا قول یہی ہے
کہ اس صورتمین بہی اوسکو اختیار رہے گا اور احادیث سے بہی عموم پر دلالت کرتے ہین اور
یہہ اختیار فوری ہے یعنی بمجرد آزادی خواہ فسخ کردے خواہ برقرار رکہے اور اگر آزاد کردے
غلام کو تو بنا بر مشہور کے نہ اوسکو اختیار ہے فسخ کا اور نہ اوسکی زوجہ کو کنیز ہو یا حرہ
اور اگر اپنے غلام کا نکاح کردیا ہو اپنی کنیز سے اور پہر دونون کو آزاد کردے یا فقط
لونڈی کو آزاد کردے تو کنیز کو اختیار ہوگا اور اسیطرح اگر دونون کے مالک علحدہ علحدہ
ہون اور ساتہہ دونون کو آزاد کردین تو بہی کنیز کو اختیار ہے فسخ کا نہ شوہر کو اور بہاگنا
غلام کا باعث اوسکے بطلان نکاح کا نہین اگرچہ بعد گذرنے ایام عدہ کے عود کرے مگر شیخ ابو جعفر
طوسی نے نہایہ مین اور ابن حمزہ نے وسیلہ مین فرمایا ہے کہ اگر غلام نے باذن آقا کی
کسیکی کنیز سے عقد کیا ہو تو فرار اوسکا باعث فسخ نکاح کا ہوگا اور سند اونکی روایت ہے
عمار ساباطی کی کہ اوسنے خدمت جناب صادق علیہ السلام مین عرضکی کہ ایک شخص نے
اپنے غلام کو اجازت دی نکاح کی پس اوسنے نکاح کیا ایک عورت سے پہر وہ غلام بہاگ
گیا حضرت نے فرمایا کہ نفقہ اوسکے زوجہ کا ذمہ آقا کے نہین اور وہ عورت اوسسے جدا ہوگئی
اسلئے کہ بہاگنا غلام کا طلاق ہے واسطے اوسکی زوجہ کے اور بمنزلہ ارتداد اسلام
کے ہے عرض کی راوی نے کہ اگر وہ پہر آوے تو نکاح بہی اوسکا باقی رہیگا حضرت نے
فرمایا کہ اگر اثناء عدہ مین پہر آئے تو زوجہ زوجہ ہوسکی ہے اور اگر بعد گذرنے ایام عدہ کی
آیا اور اوسنے نکاح دوسرا کرلیا ہے تو آوسکو کچہہ چارا نہوگا شہید اول اور شہید ثانی

قایل قول اول کے ہین اور روایت مذکورہ کو فرماتے ہین کہ سند اسکی ضعیف ہی اور نفقہ
زوجہ کا ذمہ آقا کے ہی اور بغیر طلاق کے وہ اوسی جدا نہین ہوسکتی اور جناب شیخ نے بھی
جواہر الکلام مین اسی قول کو قوت دی ہے اور خالی حجابی سے نہین ہے اور بیع کرنا ام ولد
یعنے اپنی حرم کا درست نہین جبتک کہ فرزند اوسکا زندہ ہے اسلیے کہ بعد وفات آقا کے
وہ کنیز اپنی فرزند کے حصہ مین آکر آزاد ہوجائیگی ہان بعد مرنے فرزند کے حیات مین آقا کی
بیع ہوسکتی ہے اور اوس صورت مین کہ اوسکی قیمت اوسکے آقا کے ذمہ مین ہو اور بعد موت
آقا کے کچہہ مال نہو کہ قیمت اوسکی ادا کیجاوے تو بھی بیع اوسکی درست ہے اگرچہ اولاد
جو اوسے ہوئی ہے زندہ بھی ہو اور اگر اپنے غلام کا نکاح کردیا ہو ان آزاد سے یا کسیکی
کنیز سے یا اجازت نکاح کرنیکی اوسکو دے تو مہر اوسکا اور نفقہ اوسکا اور اوسکی زوجہ کا
آقا کے ذمہ مین ہوگا اور آقا اوسکا واسطے طلاق کے اوسپر جبر نہین کرسکتا ہے اور
نہ مانع طلاق دینے کا ہوسکتا ہے اور چاہیے کہ جسوقت اپنے مملوک کا عقد کردے تو اونکو شبکو
مہلت دے کہ باہم دیگر ہم بستر ہون اور اگر ایسی کنیز کو ہمراہ اپنے سفر مین لیجاوے اور شوہر
بھی اوسکا آمادہ ہو تو ممانعت نہین کرسکتا اور اگر احد الابوین آزاد ہون تو اولاد بھی آزاد
ہوگی وقتیکہ مالک شرط نکرلے اور اگر دونون مملوک ہون تو اولاد بھی مملوک ہوگی پس
اگر دونونکا مالک ایکہی شخص ہے تو اولاد بھی اوسیکی مملوک ہوگی اور اگر علحدہ علحدہ ہین
تو اولاد بھی مشترک اون دونونمین ہوگی بشرطیکہ احدہما شرط نکرلین اور اگر اپنے غلام کا
عقد کردے کسیکی کنیز سے پھر اجازت دی غلام کو اوس کنیز کے خریدنے کی پس اگر وہ غلام
اوسکو مولا کیطرف سے خریدے تو نکاح برقرار رہیگا اور اگر آپ خریدے یا مالک اوس کنیز کا
اوسے ہبہ کردے تو بنا بر قول اون علما کے کہ جو غلام کو مالک کہتے ہین عقد باطل ہوگا

اور بنابر قول اون علما کے کہ جو غلام کو مالک کسی چیز کا نہین جانتے عقد صحیح رہیگا اور جب
کوئی شخص لونڈی خریدے تو بغیر استبرا کئے وطی اوسی درست نہین اور تفصیل استبرا کی سابق
مین مذکور ہوچکی ہے اور جسوقت آزاد کرے اپنی کنیز مدخولہ کو اور پہر چاہے کہ اوس سے عقد کرے
تو احتیاج استبرا کی نہین اور اگر غیر اوسکا اوس سے عقد کریگا تو عدہ طلاق کا انتظار درکار ہے
فصل دوسری تحلیل مین ہے یعنی اپنی کنیز کو کسی شخص پر حلال کرنا پس اگر وطی کو بلا قید حلال کیا ہے
تو اوس شخص کو وطی کرنا اور بوسہ لینا اور سوا اسکے اور تمتعات جائز ہین اور اگر ایک مہینہ
یا دو مہینہ کی مثلاً قید کی ہے تو اوسی مدت مین حصر ہے اور اگر اجازت دی تمتع کی اور ذکر
وطی کا نہ کرے تو اوسی پر اکتفا کرے اور وطی نکرے اور اسمین بہی ایجاب و قبول شرط ہے
یعنے مالک کو احللت لک وطی ہذہ الامۃ او رو ہ کہے قبلت اور اسمین یہہ شرط ہے کہ تحلیل کنندہ
مالک اور مکلف اور جائز التصرف ہو اور جسپر حلال کیا ہے وہ مرد اوس کنیز پر حرام نہو اور وہ
کنیز شوہر دار بہی نہو اور اگر واسطے کار و بار خانہ کے تحلیل کیا ہے تو مباشرت اوس سے نہین
کر سکتا ہے اور اسیطرح اگر وطی کی اجازت دی ہو تو کار و بار خانہ نہین لے سکتا اور بعد
تحلیل کے جب اولاد پیدا ہو تو حکم اوسکا یہہ ہے کہ اگر باپ انکا آزاد تہا اور مالک کنیز نے
شرط عبدیت کی نہین کی تو اولاد بہی آزاد رہیگی اور اگر باپ اونکا غلام تہا یا مالک نے شرط کی ہو
تو اولاد بہی محکوم بعبدیت ہوگی فصل تیسری عقد کرنا ہے کنیز سے خواہ دائمی ہو خواہ منقطع
پس معلوم ہو کہ حر کو کنیز سے عقد کرنے مین دو شرطین ہین ایک یہہ کہ بسبب مفلسی کے زن حرہ کی
استطاعت نرکہتا ہو دوسرے یہہ کہ خوف ہو وقوع زنا کا اور اسمین بہی ایجاب و قبول شرط ہے
بطور نکاح حرہ کے جیسا کہ مذکور ہوا اور بے اجازت آقا کی نکاح کرنا درست نہین اور
اگر بغیر اجازت مالک کی واقع ہو تو موقوف ہے اجازت پر اوسکی اگر اجازت دے

تو صحیح ہے والا فاسد ہوگا پس اگر تزویج کرے کسیکی کنیز سے بغیر اجازت اوسکے مالک کے
اور باوجود علم حرمت کے اوسکے وطی کرے تو حد زنا کی اوس پر جاری ہوگی اور اگر کنیز نے بھی
اطاعت اوسکی کی تھی تو کچھ مہر بھی نہوگا اور جو اولاد حاصل ہوگی وہ مملوک ہوگی کنیز کے
آقا کی اور اگر جاہل مسئلہ تھا یا وطی بشبہ واقع ہوئی ہے تو حد زنا کی ساقط ہے اور مہر دینا ہوگا
اور اولاد حر ہوگی لیکن لازم ہے کہ قیمت لڑکی کی اوس دن کی کہ جو بروز ولادت ٹھہرائی جاوے
آقا کو دے اور اسیطرح اگر کنیز نے دعوی حریت کا کیا تھا تو بھی مہر دینا لازم ہوگا اور
بنا بر ایک روایت کے دسوان حصہ قیمت کنیز کا دیگا اگر وہ دوشیزہ تھی والا بیسوان حصہ اور
اگر تزویج کرے غلام حرہ سے اور عورت پہلے سے جانتی ہو کہ اسکے مالک نے اجازت نہین
دی ہے تو دعوی مہر کا اور نفقہ کا ساقط ہے اور اولاد مملوک آقا کی ہے اور اگر جاہل تھی
تو اولاد آزاد ہوگی اور قیمت اونکی عورت پر واجب نہین ہوگی اور مہر اوسکا ذمہ مین غلام کے
ہے اور اگر ایک شخص کا غلام دوسرے کی کنیز سے عقد کرے تو اوسکی تین صورتین ہین یا
دونون کے آقا نے اجازت دی ہے یا کسی نے اذن نہین دیا یا ایک نے اجازت دی ہے
اور دوسرے نے نہین دی پس محقق علیہ الرحمہ نے شرایع مین فرمایا ہے کہ صورت اول
اور دوم مین اولاد جو حاصل ہوگی وہ مملوک دونون کی ہے بالاشتراک اور صورت آخر مین مالک
اونکا وہ شخص ہے کہ جسنے اجازت نہین دی ہے اور شہید ثانی علیہ الرحمہ سے منقول ہے
کہ مسالک مین فرماتے ہین کہ ان احکام پر اتفاق علما کا ہے لیکن کوئی حدیث نظر سے
نہین گذری اور شیخ یوسف بحرانی نے بھی بعد تتبع تام عدم اطلاع حدیث کا اعتراف فرمایا ہے
اور بعض علما نے کچھ وجہ اعتباری حکم اخیر کی بیان کی ہے اور اگر تزویج کرے اوس
کنیز سے کہ جو مشترک ہو درمیان دو شخص کے یا زیادہ کے اور پھر حصہ ایک کا خرید لے

تو حرام ہوگی اوسپر وطی اوسکی اگرچہ باقی شرکا نکاح برقرار رکہین یا تحلیل کردین اسلیے
کہ سبب حلت و اباحت مین تبعیض نہین ہوسکتی یعنے اباحت وطی کی یا فقط ملکیت سے
ہوتی ہے یا فقط تحلیل سے یا فقط نکاح سے اور اسیطرح اگر مالک ہو بعض کنیز کا اور بعض
اوسکا آزاد ہو اوسسے بھی وطی درست نہین بموجب اوسی وجہ کے کہ مذکور ہوئی مگر یہہ کہ اوسے
آزاد کردے اور پہر اوس سے نکاح کرلے اور ہونا درمیان دو کنیزون کے درست ہے بخلاف
دو زن آزاد کے کہ یہہ مکروہ ہے اور مکروہ ہے وطی کرنا کنیز فاجرہ سے اور زنازادی سے
مطلب ساتوان بیان مین متعلقات نکاح کے اور اوسمین چار فصلین ہین فصل پہلی
بیان مین اون حقوق کے جو شوہر کے زوجہ پر ہین اور وہ زیادہ اسسے ہین کہ اس مختصر مین
بیان ہوسکین ازانجملہ حدیث صحیح مین حضرت امام محمد باقر سے منقول ہے کہ ایک عورت نے
خدمت بابرکت جناب رسول خدا صلعم مین عرض کی اے رسول خدا حق شوہر کا زوجہ پر کیا ہے
حضرت نے فرمایا لازم ہے کہ اطاعت شوہر کی بجالاوے اور نافرمانی اوسکی نکرے اور
اوسکے گہر سے بے اجازت اوسکی کچھہ تصدق نکرے اور روزہ سنتی نرکہے اور جسوقت طالب نزدیکی
کا ہو تو مضایقہ نکرے اگرچہ پشت پالان شتر پر ہو اور اوسکے گہر سے بے اجازت اسکی کہین نجاے
اور اگر جاوےگی تو ملائکہ زمین و آسمان اور ملائکہ غضب و رحمت سب اوسپر لعنت کرینگے تا آنکہ
وہ پہر آوے عرض کی اوسنے اے رسول خدا مرد پر کسکا حق بہت ہے حضرت نے فرمایا حق باپ کا
عظیم ہے عرض کی اوسنے عورت پر کسکا حق زیادہ ہے فرمایا حق شوہر کا عرض کی اوسنے جسقدر
ہمپر حق شوہر کا ہے اوسقدر حق ہمارا شوہر پر نہین فرمایا نہ بلکہ سو حصہ مین سے ایک حصہ
اور ایک حدیث مین وارد ہے کہ فرمایا اوس جناب نے چاہیے زوجہ کو کہ کوئی چیز بے اجازت
شوہر کی کسیکو ندے کہ ثواب اوسکا واسطے شوہر کے اور گناہ اس فعل کا زوجہ پر ہوگا

اور کسی شب کو بجا ہے کہ شوہر اوسکا اوس سے آزردہ ہو عرض کی عورت نے کہ ہر چند شوہر نے اوسپر ظلم کیا ہو فرمایا ہان اور جناب امام بحق ناطق حضرت جعفر صادق عہ سے منقول ہے کہ جو عورت شب کو بسر کرے اسطرح پر کہ شوہر اوسکا اوس سے آزردہ ہو نماز اوسکی مقبول نہین تا اینکہ وہ راضی ہو اور جو عورت خوشبو لگائے واسطے غیر شوہر کے نماز اوسکی مقبول نہین تا اینکہ اوس خوشبو کو دہو ڈالے اور فرمایا کہ تین شخص ایسے ہین کہ کوئی عمل اونکا بلند نہین ہوتا ایک غلام کہ اپنے آقا سے بہاگا ہو دوسرے وہ زوجہ کہ شوہر اوسکا اوس سے ناراض ہو تیسرے وہ شخص کہ تکبر سے لباس اپنا لٹکاوے اور حدیث معتبر مین وارد ہے کہ جہاد مردونکا یہہ ہے کہ جان و مال اپنا راہ خدا مین صرف کرین اور جہاد عورتونکا یہہ ہے کہ آزار شوہرون کے صبر کرین اور فرمایا جناب رسولخدا صلعم نے کہ اگر حکم کرتا مین کہ واسطے غیر خدا کے سجدہ کرین تو ہر آئینہ حکم کرتا مین کہ عورتین اپنی شوہرونکو سجدہ کرین اور فرمایا کہ عورتین نماز کو طول ندین اسلئے کہ مانع ہے خواہش شوہر کو اور فرمایا جو عورت کہ شوہر اوسکا اوس سے طالب ہو اور تاخیر کرے تا اینکہ وہ سو جاوے ملائک اوسپر لعنت کرتے ہین جب تک کہ وہ بیدار ہو اور حدیث صحیح مین وارد ہے کہ کوئی چیز عورت اپنی مال سے بہی بغیر اجازت شوہر کی کسیکو ندے مگر حج یا زکوۃ یا نیکی مان باپ سے یا صلہ رحم اپنے عزیزونسے اور ایک حدیث مین جناب صادق عہ سے مروی ہے کہ جو عورت کہے اپنی شوہر سے کہ مینے ہرگز تجہسے کوئی نیکی نہین دیکہی تو ثواب اوسکے اعمال کا برطرف ہو جاتا ہے اور فرمایا کہ اگر عورت اسقدر مال شوہر کے گہر مین لاوے کہ جسقدر چاندی یا سونا روی زمین پر ہے بعد اسکے ازروی طعن و تشنیع کہے کہ تو کون ہے مال میرا ہے تو باطل ہوگا عمل اوسکا اگرچہ وہ عورت عابد ترین مردم ہو مگر یہہ کہ توبہ کرے اور عذرخواہی کرے اپنے شوہر سے اور وہ بخش دے اسکو اور فرمایا

که جو عورت حلم کرے اپنے شوہر پر اوس چیز کا که اوسکے مقدور سے باہر ہو قبول فرمایگا
خدا توبہ اوسکی اور منجملہ حقوق شوہر یہ ہے که چراغ روشن کرے کہانا درست کرے
جب شوہر گہر مین آوے تو استقبال کرے ہاتہہ و منہہ دہولاوے احوال پرسی کرے بموافق
عرض کرتا ہے ایسی زوجہ که جو راضی رکہے شوہر کو اور ہر وقت طاعت اوسکی پیش نظر رکہے
خوشی سے اوسکی خوش ہو رنج سے اوسکے رنجیدہ ہو عطاے قلیل کو اوسکی کثیر سمجہے
جبر پر اوسکے راضی ہو جب دیکہے اوسکی طرف بشاش ہو رنجیدہ گہر مین اوسکے کلمات
تسکین کہے اپنے مال کو اوس سے دریغ نکرے غیبت مین اوسکی حفاظت کرے اوسکی مال کی
اور اپنے نفس کی رضا اوسکی اپنی رضا پر مقدم رکہے اپنی آواز اوسکی آواز پر بلند نکرے امور
خانہ داری درست رکہے ایسی عورت نعمت عظمی ہے خدا سے که باعث آسائش دین و
دنیا ہے اور زن بدکردار بدسرشت رو خود پسند نافرمان دریدہ چشم زبان دراز بدخلق
زشت مطالب طاعت عیب جو فحاش عذاب ہے عذاب الہی سے ۵ زن بد در سراے مرد نکو
ہم درین عالم است دوزخ او

فصل دوسری بیان مین اون حقوق کے که زوجہ کے شوہر پر ہین

حقوق زوجہ بر شوہر

اول حق یہ ہے زوجہ کا شوہر پر که اوسکو احکام ضروریہ دین و آئین تعلیم کرے اگر نجانتی ہو
اور اوسکو کہانے سے سیر رکہے اور لباس موافق اپنی اور اوسکی حیثیت کے دے که جسطور پر
که اوسکی امثال عورتین بسر کرتی ہین اور اگر اہل تجمل سے ہے تو خدمتگار وغیرہ جو ضروری
ہو مہیا کر دے اور نفقہ اوسکا بہی اوس پر واجب ہے اور مکان واسطے سکونت کے
که جو حافظ ہو نظر نامحرم سے اور محفوظ رکہے سرما اور گرما سے اور جو ضروریات خانہ داری ہیں
مثل فرش خواب و ظروف و آلات طبخ وغیرہ کی اور جو چیزین که زینت و آرایش کی ہین
مثل روغن اور حنا وغیرہ کے اور مراد نفقہ سے یہی ہے اور وجوب نفقہ مین شرط ہے

کہ زوجہ دائمی حرہ ہو یا کنیز مسلمان ہو یا ذمیہ بشرطیکہ امتناع نکرین تمکین شوہر سے
یعنے اوسکو استمتاع سے مانع نہو کسی وقت و کسی مکان مین جہان طالب ہو پس ایسی
زوجہ کا نفقہ شوہر پر واجب ہے اگرچہ وہ خود صاحب مال و مقدور ہو اور زوجہ متمتع بہا اور
صغیرہ اور نافرمان اور مرتدہ و مطلقہ بائن کا نفقہ ساقط ہے اور مطلقہ رجعیہ کا عدہ تک واجب ہے
اور زن حاملہ کا زمان وضع حمل تک جب اوسکو طلاق دے اور نفقہ حاملہ کا بعد وفات شوہر کے
بنا بر روایات مشہورہ کے کچھ نہین اور بنا بر ایک روایت کے حصہ ولد مین ہوگا اور نفقہ اپنا واجب
بعد اتفاق اپنے نفس کے مقدم ہے نفقہ اقارب پر مثل ابوین اور اولاد کے یعنے اول نفقہ
اپنے نفس کا واجب ہے بعد اوس کے جو بچے اوسکو صرف کرنا نفقہ ازواج مین واجب ہے اور جو اوس سے
زاید ہو اوسکو والدین و اولاد پر صرف کرے پھر صلہ رحم بجالاوے اور جس زوجہ کا نفقہ
واجب ہے بعد مرگ تجہیز و تکفین بھی اوسکی بقدر واجب ذمہ شوہر کے واجب ہے اگرچہ وہ عورت
خود صاحب مال ہو اور منجملہ حقوق زوجہ کے یہ ہے کہ جب کوئی تقصیر اوس سے واقع ہو تو عفو کردے
اور اوس سے بحسن خلق اور کشادہ پیشانی پیش آوے اور محنت شاقہ کی تکلیف نہ دے یہانتک
کہ اگر زوجہ شوہر کو مال دیوے کہ اسمین تصرف کر تو مکروہ ہے کہ شوہر اوس مال سے کنیز خریدے
اور اوس سے مقاربت کرے بغیر اذن زوجہ کے چنانچہ علامہ نے تحریر مین تحریر فرمایا ہے
اور حدیث مین وارد ہے کہ زوجہ بمنزلہ اسیر کے ہے پس نیکی کرو اپنے اسیر سے اور اونکو ایسے
مقام پر کہ جہان موجب بدنامی اور رسوائی اور خوف حرمت کا ہو نجانے دے اور بالاخانہ
مین اور غرفہ دار مکان مین نہ بٹھاوے بلکہ ایسے مکان محفوظ پردہ دار مین رکھے اور
اسطرح رکھے کہ وہ سواے شوہر کے اور کسی مرد کو نہ پہچانے اور لکھنا نہ سکھاوے اور سورہ یوسف
نہ تعلیم کرے اور اونکی سعی کسیکے باب مین قبول نکرے اور اونکی رای پر عمل نکرے اسلیے

اسلیے کہ حدیث مین وارد ہے کہ نسوان ضعیف العقل ہین چنانچہ جناب امیر المومنین ع کو جب کوئی امر درپیش ہوتی تہی تو حضرت عورتونسے مشورہ فرماتے تھے اور خلاف اونکے شورہ کے عمل کرتے تھے اور چاہیے کہ اطاعت اونکی نکرے اگرچہ کار نیک مین بہی ہو اسلیے کہ موجب اونکی جرات کا ہوگا اغوا ہی کار بد پر اور اونسے اپنی راے راز بیان نکرے اور امور اپنے اونکی راے پر نرکہے اسلیے کہ جناب امیر المومنین ع سے مروی ہے کہ عورت اختیار نہین رکہتی سواے اون امور کے کہ جو اوسکی ذات سے متعلق ہین اسواسطے کہ عورت بمنزلہ پہول کے ہے مدار المہام اور مختار کار نہین اور منجملہ حقوق زوجہ سے یہ ہے کہ واسطے ہر ایک زوجہ کے ایک ایک شب معین کرے اگر چار ہون اور اگر تین ہون یا دو ہون تو بہی تقسیم کرنا چاہیے اور باقی راتون مین اختیار ہے یعنے اگر تین بی بیان ہون تو ایک رات مین اختیار ہے اور اگر دو ہون تو دو راتین اون دونون کی ہین اور دو راتونمین اختیار ہے اور اگر ایک زوجہ ہے تو چار شبون مین سے ایک شب اوسکی ہے اور تین شبونمین اختیار ہے جہان چاہے بسر کرے اور اس حکم مین کمی نکرے مگر بسبب عذر شرعی کے مثل بیماری اور سفر کے یا اجازت اوس زوجہ کی کہ جسکے حصہ کی وہ رات ہے اور تقسیم لیالی کے وجوب مین اختلاف ہے اکثر علما قائل اسکے ہین کہ مطلقاً واجب ہے اور بعضے علما مثل شیخ و علامہ و شہید ثانی کا قول یہ ہے کہ وجوب اوس صورت مین ہے کہ اسنے تقسیم کی ابتدا کی ہو یعنے اگر واسطے ایک زوجہ کے شب معین کی ہو تو باقی ازواج کے واسطے بہی تقسیم واجب ہوگی اور تقسیم لیالی مین شرط ہے کہ زوجہ منکوحہ دائمی ہو اور ممتنع بہا نہو اور مسلمان ہو یعنے کافرہ نہو اور بالغہ ہو یعنے صغیرہ نہو اور آزاد ہو یعنے کسیکی کنیز نہو اسلیے کہ ممتنع بہا اور کافرہ اور صغیرہ اور مملوکہ کیواسطے تقسیم لیالی نہین اسیطرح اگر مجنونہ یا نافرمان ہو تو اوسکو بہی تقسیم لیالی مین حصہ نہین اور اگر زوجہ حرہ اور کنیز منکوحہ ہو تو تقسیم اسطور پر ہوگی

کو واسطے زوجہ حرہ کے دو شبین اور واسطے کنیز منکوحہ کے ایک شب اور زنان کتابیہ بھی تقسیم
لیالی مین برابر کنیز منکوحہ کے ہین اور اگر زن دوشیزہ سے عقد کرے تو سات شبین ابتدای عقد سے
مخصوص اوسکی ہین اور اگر غیر دوشیزہ سے نکاح کیا ہے تو تین شبین اوسکی ہین اور کوئی زوجہ
اپنے حصہ کی اپنی سوت کو نہین بخش سکتی بے اجازت شوہر کی اسلیے کہ تقسیم لیالی حق مشترک
ہے فیمابین زوج وزوجہ کے پس ہبہ کرنا ایک کا بے اجازت دوسری کی جائز نہین اور تقسیم مین
فقط سونا ہمراہ اوسکے یا مکان مین اوسکے واجب ہے مقاربت واجب نہین ہان چار مہینہ مین
ایک دفعہ البتہ واجب ہے اور اختیار ہے شوہر کو خواہ اوسکے مکان مین جاکر شب باش ہو
خواہ اوسکو اپنی خوابگاہ مین طلب کرے اور تقسیم لیالی مین کم ایک شب سے حصہ نہین اور
زیادتی راتونکی بغیر رضا اون سبکے درست نہین پس اگر واسطے ہر ایک کے مثلا دو شبین
مقرر کی ہین تو کسیکے حق مین کمی نکرے اور اگر کمی کریگا تو قضا اوسکی یعنے اوسکے حق کو پورا کردے
اور اگر سفر کرے تو چاہیے کہ جس زوجہ کا نام قرعہ مین باہر آوے اوسکو ساتھ لے یا جسکی
رضا ہو اور اگر عورت سفر غیر واجب کرے بغیر اجازت شوہر کے تو حکم ناشزہ مین ہے ہان
اگر سفر اوسکا واجب ہو یا اجازت شوہر نے دی ہو تو قضا اوسکی ذمہ شوہر کے ہے اور جو
اشخاص ایسے ہین کہ رات اونکی واسطے معاش کی ہے مثل پاسبان وغیرہ کے پس دن اونکا
قائم مقام شبکے ہے تقسیم لیالی مین اور جس زوجہ کے یہان رہے مستحب ہے کہ صبح بھی وہین
کرے اور دن بھر رہنا ضرور نہین اسلیے کہ دن واسطے فکر معاش کے ہے اور مستحب ہے کہ مساوات
رکھے درمیان ازواج کے نان ونفقہ مین اور موافقت مین اور حسن خلق اور کشادہ روئی مین
اور اگر بعض ازواج ایک شہر مین ہون اور بعض دوسرے شہر مین تو جسقدر ایک کے
پاس رہے اوسی قدر دوسری کے پاس رہے بسر کرے اور اس حکم مین کچھ فرق نہین ہے

مرد آزاد اور غلام کے اور اسیطرح زوجہ بیمار اور حائض اور نفسا اور محرمہ مین بہی فرق نہین یعنے
تقسیم لیالی مین ان سبکا ایک حال ہے مگر مقاربت ایسی اوقات مین درست نہین تاوقتیکہ
عذر برطرف ہو اور جسوقت کہ عورت نافرمانی کرے اپنے شوہر کی امور واجبہ مین تو نان ونفقہ
اور حصہ شب خوابی اوسکا شوہر پر واجب نہوگا اور جب شوہر کو بیزاری زوجہ کی معلوم ہو
تو چاہیے کہ اول اوسکو نصیحت کرے اگر سودمند نہو تو اوس سے روگردانی کرے اسطور پر کہ شبکو
اوسکی طرف پشت کرکے سووے اور اگر یہہ بہی مفید نہو تو اوس سے علحدہ سووے اور اگر یہہ بہی فایدہ
نہ بخشے تو اوسکو تعزیر دے اوسیقدر کہ جسمین وہ نافرمانی سے باز آوے اور اسکی تصریح کلام اللہ

مین موجود ہے واللاتی تخافون نشوزہن فعظوہن واہجروہن فی المضاجع واضربوہن یعنے
وہ عورتین کہ خوف کرتی ہو تم اونکی نافرمانیکا پس نصیحت کرو اونکو اگر نہ مانے تو روگردانی کرو
اونسے خوابگاہ مین اگر نہ مانے تو مارو اونکو مگر چاہیے کہ ضرب شدید نہو کہ اونکے کسی عضو مین
نقص یا خلل آجاوے والا ضامن ہوگا اوسکی دیت کا اور قصاص کا اور اگر بلا سبب
زوجہ کو تادیب کرے یا اذیت پہونچاوے یا ادای حقوق واجبہ مین مثل نان ونفقہ وغیرہ کے
کمی کرے تو عورت مطالبہ اپنے حق کا کرسکتی ہے پس حاکم اوسکا حق دلوا دیگا اور اگر
اپنے افعال پر اصرار کریگا تو تعزیر دیگا موافق مصلحت کے اور اگر ایک دوسرے کی زیادتی
بیان کرے تو حاکم بعد تحقیق حال کے مانع ہوگا ظالم کو ظلم سے اور اگر نزاع جانبین سے ہو
اور خوف احتمال اور جدائی کا ہو تو چاہیے کہ حاکم اصلاح ذات البین کرے اگر امتناع
کرے کوئی اون دونون مین اور نہ مانے تو حاکم تشخیص کرے اونکی قوم و قبیلہ کے بالغ و عاقل
عادل مصلح دو حکم کرے ایک شوہر کی جانب سے دوسرا زوجہ کی طرف سے پس جس بات پر
وہ دونون متفق ہون وہی حکم اون پر جاری ہوگا ہان اگر اتفاق کرین دونون جدائی پر

اور افتراق پر تو بغیر رضای شوہر کی طلاق واقع نہوگی اور اسیطرح بے اجازت شوہر کی خلع نہوگا

فصل تیسری احکام اولاد مین اور حقوق والدین مین جس وقت کہ زوجہ منکوحہ سے فرزند سالم پیدا ہوا اور زمان وطی سے چھہ مہینے سی کم نگذرے ہون یا دس مہینے سے زیادہ نہوگئے ہون اور بنا بر قول بعضے علما کی ایک سال سے تجاوز کیا ہو تو وہ فرزند اسی شخص سے ملحق ہوگا اور ایسا فرزند بغیر لعان کے اپنے باپ سے منتفی نہین ہوسکتا اور اگر اختلاف کرین زوج و زوجہ مدت حمل مین یا مدت موافقت مین اور بینہ موجود نہون تو قول زوج کا معتبر ہے ساتہہ قسم کے اور فرزند زن متمتع بہا اور مملوکہ کا بہی ملحق ہوگا اگر وطی کرنا محقق ہوا اور ولادت موافق حد مذکورہ کے ہو مگر نفی ولد اور لعان ان دونون صورتون مین نہین ہے اور اگر بعد انکار کے پہر اقرار کرے گا تو وہ لڑکا ملحق ہو جاویگا بخلاف اسکی کہ اگر بعد اقرار کی انکار کرے تو مسموع نہین اور اگر کوئی شخص کسی عورت سی زنا کرے تو لڑکا زانی سی ملحق نہوگا اگرچہ بعد حمل کے اوسے نکاح بہی کر لے ہان اگر زن شوہردار سے کوئی زنا کرے تو فرزند شوہر سے ملحق ہوگا اگر شوہر اوسکا حاضر ہو اور اگر خریدے کنیز حاملہ کو اور اوسے وطی کرے تو فرزند مالک اول سے ملحق ہوگا اور اگر وطی کرے آقا اپنے مملوکہ سے اور غیر اوسکا بہی تو لڑکا آقا سے ملحق ہوگا اور اگر علامات نفی کی بہی پائی جائین تو قول اکثر علما کا یہہ ہے کہ وطی نکرے اوسکی اور نہ ملحق کرے اوسکو اپنی اولاد مین بلکہ مستحب ہے کہ اوسکو اپنی میراث کچہہ حصہ لوائی بطور وصیت کے نہ بطور میراث کے اور ظاہر اخبار سے استحباب احتیاط کا مستفاد ہوتا ہے الحاق کے نہین ہوتی اور اگر وطی کی ہو کنیز سے بایع اور مشتری نے تو لڑکا مشتری سے ملحق ہوگا مگر یہہ کہ چہہ مہینے سے کم گذرے ہون اور کنیز مشترک سے کسی شریک کو وطی جائز نہین مگر با جازت اور شریکون کے اور اگر کوئی شریک بغیر اجازت شرکا کے وطی کریگا تو گنہگار ہوگا

لیکن حکم زانی اوسپر نجاری ہوگا اور اگر سب شرکا نے اوس سے وطی کی ہو اور تمیز نہو کہ لڑکا
کس کا ہے پس جو اقرار کرے یا تمیز ہو جاوے تو لڑکا اوس سے ملحق ہوگا اور قیمت کنیز کی اور
طفل کی بقدر حصہ شرکا کے اونکو دیگا اور اگر سب مدعی ہوں یا تمیز نہو سکے تو بنا قرعہ پر
ہوگی جسکا نام نکلیگا لڑکا اوسیسے ملحق ہوگا اور قیمت کنیز کی اور لڑکے کی اوسے دینا ہوگی
اور اگر عزل کیا ہو یعنے بیرون فرج منی گرائی ہو تو یہ دلیل نفی ولد کے نہیں ہوسکتی مگر یہ کہ
اور علامات زنا کی پائی جائیں اور اگر کسی نے زن اجنبی سے وطی کی ہو بنا بر خیال ملک کے
تو جو فرزند متولد ہوگا وہ وطی کرنیوالے سے ملحق ہوگا اور اگر غیر کی کنیز سے وطی بشبہ واقع
ہوئی لڑکا پیدا ہو تو قیمت اوسکی آقا کو دے بشرطیکہ آقا اوس کنیز کا حاضر ہو اور احتمال الحاق
فرزند کا اوسکی طرف نہو سکے اور اگر تزویج کرے کسی عورت سے بخیال اسکے کہ صاحب شوہر نہیں ہے
یا مطلقہ ہے یا شوہر اسکا مر گیا ہے اور بعد اسکے خلاف اوسکا ظاہر ہو تو وہ عورت شوہر
اول کیطرف رد ہوگی بعد عدہ طلاق کے اور جو اولاد کہ اسسے ملحق ہوسکے گی وہ بھی ملحق
ہوگی اور وطی شبہ میں اگر دونوں کو شبہ ہو تو حد زنا کی دونوں سے ساقط ہوگی والا جو
جو عالم ہوگا اوسپر حد جاری ہوگی مرد ہو خواہ عورت اور جسوقت کہ عورت حاملہ ہو تو
بہتر ہے کہ اوسکو ایام حمل میں سفرجل یعنے بہی کھلائیں کہ باعث خوشبوئی طفل اور صفائی
رنگت کا اوسکی ہوگا جیسا کہ روایت میں وارد ہوا ہے اور منقول ہے جناب رسول خدا
صلعم سے کہ زن حاملہ کو کندر کھلاؤ کہ دل لڑکے کا محکم ہو اور عقل اوسکی زیادہ ہو
اور اسلئے کہ اگر لڑکا ہوگا تو موجب شجاعت و بہادری کا ہے اور اگر لڑکی ہوگی تو باعث
زیادتی مہربانی شوہر کا ہے اور جسوقت کہ عورت کو درد زہ ہو تو چاہیے عورتوں کو کہ اوسکی
امداد کریں اور اگر عورتیں ممکن نہوں اور شوہر بھی نہو تو اور مرد محرم اوسکی امداد کر سکتے ہیں

ایام حمل

وضع حمل

مرد

اور جس عورت کے لڑکا پیدا ہو مستحب ہے کہ اول جو چیز وہ کھائے خرما یا رطب ہو اسلیئے کہ حدیث
مین وارد ہے کہ حق سبحانہ وتعالی قسم فرماتا ہے کہ جو عورت بعد ولادت کے رطب کھاویگی فرزند کو
اوسکے بردبار کرونگا اور جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب لڑکا پیدا ہو جاوے تو شیر
برابر مسور کے لو اور پانی مین مخلوط کرکے اوسکی دونون نتھنون مین قطرہ قطرہ ٹپکاؤ
اور پھر داہنے کانمین اذان اور بائین کانمین اقامت کہو پھر ناف اوسکی قطع کرو اگر ایسا کروگے
تو لڑکا ام الصبیان سے اور شر شیطان سے محفوظ رہیگا اور نہلانا لڑکیکا سنت موکدہ ہے
بعد ولادت کے اسطور پر کہ اول سر وگردن اوسکا دہووے پھر داہنی جانب پھر بائین جانب
اور اوسکو پارچہ سفید مین رکھین اور زرد کپڑے مین رکھنا مکروہ ہے اور حنک یعنی تالو اوسکا خاک
اور آب فرات سے اوٹھائین اور اگر میسر نہ پہونچے تو آب شیرین سے اور اگر وہ بھی ہاتھہ
نہ آوے تو پانی کو خرمہ یا شہد سے شیرین کرے شہید ثانی علیہ الرحمہ نے اسے ترتیب سے
لکہا ہے اور بعضے علما کے کلام سے تخییر پائی جاتی ہے اور جسکے یہان لڑکا پیدا ہو
اوسکو مبارکباد کہنا مستحب ہے بلکہ اگر اسطرح کہین تو بہتر ہے رزقک اللہ شکر الواہب
الوہاب وبارک لک فی الموہوب وبلغ بہ اشدہ ورزقک برہ اور دعوت کرنا مومنین کا
ایک دن یا دو دن سنت ہے کہ اوسکو ولیمہ مولود کہتے ہین اور ساتوین دن روز ولادت سے
نام اوسکا رکھین اور بہترین اسما وہ نام ہے کہ جو دلالت کرے عبودیت خدا پر مثل
عبداللہ وعبدالرحیم وغیرہ کے یا کسی انبیا علیہم السلام کے نام پر چنانچہ جناب امام
محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے اور جناب رسولخدا صلعم سے منقول ہے کہ جسکے
یہان چار فرزند پیدا ہون اور ایک کا نام بہی میرے نام پر نرکہے تو اوسنے مجہپر ظلم کیا
اور جناب امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ فقر و درویشی نہین داخل ہوتے اوس گہر مین

کہ حسین نام ہو یا احمد یا علی یا حسن یا حسین یا جعفر یا طالب ہو یا عورت کا نام فاطمہ ہو اور بعضی احادیث
سے ثابت ہوتا ہے کہ جب نام محمد رکھے تو ہمیشہ اوسکی پاس داری کرے اور جب فاطمہ
نام رکھے تو اوسکو برا اور برا نکہے اور بد ترین اسما نام حکم یا حکیم یا خالد یا حارث یا ضرار یا مالک کہنا ہے
اور کنیت کرنا لڑکے کی بہتر ہے مثل ابو الحسن یا ابو طالب وغیرہ کے اور کنیت کرنا ساتھہ ابو مالک
یا ابو عیسی کے مکروہ ہے اور اگر نام محمد ہو تو کنیت اوسکی ابو القاسم نکرے کہ یہہ مخصوص واسطے
جناب رسالت مآب کے ہے اور مستحب ہے ساتوین دن دونون کانون لڑکے کے سوراخ کرین
داہنے کان مین اوپر اور بائین کان کی لو مین [illegible] اور سر منڈوانا اور موافق وزن بالونکے طلا یا نقرہ
تصدق کرنا کہ یہہ بھی ساتوین دن سنت ہے اور مکروہ ہے کہ کچھہ بال سر کے اوترواوے
اور کچھہ مثل زلفون کے باقی رکھے [illegible] اور بعض احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حسنین علیہما السلام
زلفین تہین پس ظاہرا یہہ [illegible] ساتھہ انحضرات کے مخصوص تہا اور یہہ ہے کہ جس ہیئت کی کہ زمانا
مرسوم ہے اسکا ہونا ان حضرات کے سر پر معلوم نہین ہوتا اور بنا بر مشہور کے سر تراشی
مقدم ہو عقیقہ سے لیکن حدیثون سے [illegible] یون ظاہر ہوتا ہے کہ سر تراشی اور عقیقہ اور تولنا بالونکا
اور تصدق کرنا طلا کا یا نقرہ کا برابر اونکے یہہ سب ایکہی جگہہ اور ایکہی وقت مین واقع ہو
اور بعد سر تراشی کے زعفران سر پر ملنا بہی سنت ہے اور عقیقہ کرنا لڑکی کا ساتوین دن
سنت موکدہ ہے بلکہ بعضے علما نے واجب جانا ہے اور یہی احوط ہے حتی کہ حدیثون مین
وارد ہے کہ جو لڑکا ساتوین دن بعد ظہر کے مر جاوے تو بہی عقیقہ اوسکا ساقط نہین
ہوتا اور اگر کسیکا عقیقہ نہوا ہو تو اوان بلوغ تک باپ پر اور بعد بلوغ کے آخر عمر تک خود
اوس شخص پر لازم ہے کہ اپنا عقیقہ کرے اور جس لڑکے کا عقیقہ نہوا ہو وہ معرض بلیات
اور انواع بلا و محن مین مبتلا رہیگا چنانچہ اکثر احادیث سے ظاہر ہوتا ہے اور جسکو نہ معلوم ہو

بیان عقیقہ

کہ عقیقہ اوسکا ہوا ہے یا نہیں چاہیے کہ وہ بہی اپنا عقیقہ کر ڈالے چنانچہ حدیث معتبر مین
عمر بن یزید سے منقول ہے کہ عرض کی اوسنے نہیں معلوم مجہکو کہ میرے باپنے میرا عقیقہ کیا تہا
یا نہیں حضرت نے فرمایا کہ عقیقہ کر پس اوسنے ایام پیری مین عقیقہ اپنا کیا اور چاہیے وہ جانور کہ
جسپر عقیقہ کرین اگر اونٹ ہو تو پانچ یا چہہ برس کا ہو اور اگر گوسفند ہو تو چہہ یا سات
مہینہ کا ہو اور صحیح اور سالم اور بے عیب ہو لنگڑا اور شاخ شکستہ وغیرہ نہو اور چاہیے کہ ہم شکل
فرزند کا یعنی اگر لڑکا ہے تو نر ہو اور اگر دختر ہے تو مادہ ہو اور زیادہ تر فربہ ہو بہرحال بہتر ہے اور قیمت دینی
سے عقیقہ کے ثواب عقیقہ کا حاصل نہیں ہوتا اسواسطے کہ حدیث مین وارد ہے کہ جناب
صادق عم سے کسی نے عرض کی کہ مینے بہت تلاش کیا گوسفند ہاتہہ نہ آیا کہ عقیقہ کرتا پس
قیمت اوسکی دیدون حضرت نے فرمایا تلاش کرو تا اینکہ ملے اسلئے کہ خدا دوست رکہتا ہے
کہ مساکین کو کہانا کہلایا جاوے اور جانوران حلال کا خون گرایا جاوے پس اگر واسطے
عقیقہ کے شتر ہو تو اوسکو بشر ایطا نحر نحر کرین اور اگر گوسفند ہو تو بشر ایطا ذبح اوسکو ذبح
کرین اور مستحب ہے کہ وقت ذبح یا نحر کے یہہ دعا پڑہین اسکی بسم اللہ الرحمن الرحیم بسم اللہ

وباللہ اللہم ہذہ عقیقۃ عن فلان اور نام اوسکا لیوے لحمہا بلحمہ ودمہا بدمہ وعظمہا بعظمہ

اللہم اجعلہ وقاءً لآل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ اور سوا اسکے اور بہی دعائین ماثورہ مین اور اگر
دختر ہو تو بجای ضمیر مذکر کے ضمیر مونث کی کہے اور بعد ذبح کے گوشت اوسکا کہال سے علحدہ
کرین اور قابلہ کو ران یا ثلث یا چوتہائی بنابر اختلاف روایت کی جانب راست سے
حصہ قابلہ کا ہے اور اگر قابلہ کافر ہو تو قیمت اوسکی اوسکو دین اور اگر قابلہ نہو تو مادر
کی جانب کو دین کہ تصدق کرے اور باقی گوشت کو کم سے کم دس حصہ کرین اور دس
مومنین کو بہیجیں اور بہتر ہو کہ مومنین کا مجمع نہیں بلکہ مستحق اور صالح ہون اور اگر

پیکار دین تو بہتر ہے والا ہمراہ اوسکے کچھ نقد بھی دین اور ختنہ کرنا لڑکیکا واجب ہے اور
لڑکیون کا سنت ہے اور واقع کرنا اسکا ساتوین دن سنت موکدہ ہے اور اس باب مین
تاکید بہت ہے چنانچہ حدیث صحیح مین وارد ہے کہ زمین بول سے اوس شخص کے کہ جسکا ختنہ
نکیا گیا ہو چالیس دن تک نجس رہتی ہے اور بنابر ایک روایت کی چالیس دن تک نالہ کرتی
رہتی ہے خدا کیطرف اور ختنہ ہونا از جملہ شرائط صحت طواف خانہ کعبہ ہے اسلئے کہ جسکا
ختنہ نکیا گیا ہو طواف خانہ کعبہ اوسکا صحیح نہین مگر بعذر شرعی اور جناب امام جعفر صادق ؑ سے
منقول ہے کہ جسکا ختنہ نہوا ہو پیشنمازی اوسکی درست نہین اور گواہی اوسکی مقبول نہین
اور اگر مر جاوی تو نماز اوسپر نہ پڑہو کہ اوسنے بہترین سنت کو ترک کیا ہی مگر درصورتیکہ خوف
ہلاکت سے ختنہ نکیا ہو اور ختنہ لڑکیون کا بھی سنت ہے مگر بعد سات برس کے روز تولد سے
کہ باعث گرامی ہونیکا ہے نزدیک شوہرونکے اور منقول ہے کہ اول اون عورتونکی کہ جنکا
ختنہ کیا گیا حضرت ہاجرہ مادر حضرت اسمٰعیل ؑ ہین کہ حضرت سارہ مادر حضرت اسحاق ؑ نے
ازروے غضب کے ختنہ اونکا کیا تہا اور وہ باعث اونکی زیادتی خوبی کا ہوا اور اوس دن سے
یہہ سنت جاری ہوئی اور جو لڑکا کہ اوسکا ختنہ نہوا ہو زمان بلوغ تک تو بعد بلوغ
ختنہ اوسپر واجب ہے اور اگر کافر اسلام لاوے تو ختنہ اوسپر بھی واجب ہے اگرچہ سن اوسکا
زیادہ ہوا ہو چاہیئے بوقت ختنہ کے مستحب ہے [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہم ہذہ سنتک و سنۃ نبیک صلواتک علیہ و آلہ و اتباع منا لک
و لنبیک بمشیتک و ارادتک و قضائک لامر اردتہ و قضاء حتمتہ و امر انفذتہ فاذقتہ حر الحدید فی
ختانہ و حجامتہ لامر انت اعرف بہ منی اللہم فطہرہ من الذنوب و زد فی عمرہ و ادفع الآفات
عن بدنہ و الاوجاع عن جسمہ و زدہ من الغنی و ادفع عنہ الفقر فانک تعلم و لا نعلم

تو اولاد سے بیہی کہ واسطے اوسکی مرضعہ یعنے انا مسلمان عاقلہ عفیفہ خوش رو تلاش کرے
اور اگر ماں لڑکی کی دودہ پلاوے تو وہ اولی ہے اسلیے کہ بہترین شیر شیر مادر ہے بلکہ بعضے
علمانے فرمایا ہے کہ جو شیر اول پستان مادر مین آیا ہے اگر وہ دودہ لڑکے کو نہ دے تو لڑکا
ہلاک ہو جاتا ہے اور شوہر کو جبر کرنا عورت کو واسطے دودہ پلانیکے نہیں ہو سکتا مگر یہہ کہ
مملوکہ اوسکی ہو اور اگر ماں طالب اجرت کی ہو تو شوہر پر اجرت دینا لازم ہے مگر یہہ کہ
عورت بیگانہ اوس اجرت سے کم پر یا بے اجرت کے دودہ پلاوے اور اگر اجرت لینے مین دونو
برابر ہون تو ماں اولی ہے اور سنت ہے کہ مرضعہ احمق اور بدخلق اور ولد الزنا اور مجوسیہ
اور یہودیہ نہو مگر حالت اضطرار مین کراہت برطرف ہوگی لیکن چاہیے کہ اوسکو شرب خمر
اور اکل خنزیر سے منع کرے اور لڑکے کو نہ دے کہ وہ اپنے گھر لیجاوے اور جو دودہ کہ زنا سے
بہم پہونچا ہو احادیث معتبرہ مین ممانعت اوس سے وارد ہوئی ہے مگر ایک روایت مین وارد ہے
کہ اگر کسی کنیز کو زنا سے دودہ بہم پہونچا ہو اور بعد اوسکے آقا اوسکا اجازت دیدے
تو دودہ بھی اوسکا حلال ہو جاتا ہے اور چاہیے کہ ایام رضاعت مین لڑکے کو دودہ پلایا جاوے
کہ انتہا اوسکے دو سال ہین اور کم اکیس مہینے اوس سے کم ظلم ہے مگر بسبب کسی عذر کے اور زیادہ ایسے
دو ایک مہینہ پلوا سکتا ہے اور مدت رضاعت تک حضانت اور پرورش کی ماں اولی ہے
اگرچہ لڑکا پسر ہو جبتک کہ وہ عورت مسلمہ ہو اور بعد دو سال کے زمانہ بلوغ تک واسطے
پرورش پسر کے باپ اولی ہے اور اگر دختر ہو تو سات برس تک یا نو برس تک علی
اختلاف القولین ماں اولی ہے اور بعضے علمانے فرمایا ہے کہ جبتک ماں اوسکی
دوسرا شوہر نکرے اور باپ بھی اوسکا نہو تو ماں بلوغ تک اولی ہے اور سنت ہے
کہ جبتک لڑکے کے دندان نہو ماں کے پاس رہے اور اگر ماں مرجاوے تو باپ واسطے پرورش کے

بلوغ تک سزاوار ہے اور اسطرح سے بالعکس اور اگر دونون نہوون تو حفاظت پسر کے
متعلق دادا سے ہوگی اور حفاظت دختر کی متعلق نانا سے لیکن جسوقت کہ مان کافرہ یا
کنیز یا مجنون یا غیر مامون ہو یا انکار کرے یا دوسرا شوہر کرے یا باپ سفر کرے تو اوسکو
واسطے پرورش کے باپ اولی ہے اور بعض احادیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ پسر کو سات
برس تک کھیلنے دی اور پھر سات برس تک خط و کتابت تعلیم کرے اور پھر سات برس تک
حلال و حرام خدا اسکھائے اور بعض احادیث سے سکھانا شناوری اور تیر اندازی کا مستفاد
ہوتا ہے اور اگر دختر ہو تو سورہ نور سکھائین اور سورہ یوسف تعلیم نکرین اور بالاخانہ پر جانے نہ دین
اور جناب صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے لڑکونکو حدیثین یاد دلاؤ کہ مخالفین اونکو گمراہ
نکر سکین اور تادیب کرو اونکو محبت علی بن ابی طالب پر اگر قبول نکرین تو سمجھو کہ یہ علامت
زنازادگی ہے اونکی مانکی طرف سے اور ایک روایت مین وارد ہے کہ جب چھ سال تمام
کرین تو اونکو وضو اور نماز تعلیم کرو اور جب یاد آجاوے تو حکم کرو واسطے نماز کے اور اگر ترک
کرین تو مارو اور جب چھ برس کے ہون تو ماں ایک لحاف مین اونکو باہم نسلائین اور بنا بر
ایک روایت کہ جب لڑکی دس برس کے ہون تو فرش خواب اونکے علحدہ کردین اور جب
دختر چھ برس کی ہو نامحرم اوسکو پیار نکرین اپنے آغوش مین نہ بٹھائین اور ماں برہنہ اوسکو
اپنے ساتھ نسلا دے اور جب لڑکا سات برس کا ہو تو عورتین نامحرم اوسکو گلے سے نہ لگائین
اور شوخی اور کج خلقی لڑکے کی دلالت کرتی ہے کہ زمانہ بزرگی مین دانا اور بہ بلند ہوگا چنانچہ
امام موسی کاظم علیہ السلام سے مروی ہے اور جسطرح فرزند عاق ماں باپکا ہوتا ہے
اسیطرح ماں باپ بھی عاق اولاد کے ہوجاتے ہین اگر اونکے حقوق کو ضایع کرین پس چاہیے
کہ نیکی کرین اپنی اولاد سے اور اونکو کار دشوار کی تکلیف ندین اور سفاہت و تندی

حقوق اولاد

نکرین منقول ہے کہ کسی نے خدمت باسعادت جناب صادق علیہ السلام مین عرض کی
کہ کس سے نیکی کرون فرمایا مان باپ سے عرض کی اوسنے وہ انتقال کر گئے فرمایا اولاد سے نیکی کر
اور فرمایا جناب رسولخدا صلعم نے کہ دوست رکہو اپنی اولاد کو اور رحم کرو اونپر اور اگر اونسے
کوئی وعدہ کرو تو اوسیپر وفا کرو کہ اونکے گمان مین تم روزی دہندہ اونکے ہو اور حضرت امام
موسی کاظم علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا نہین غضب فرماتا مثل اوس غضب کے کہ بسبب ظلم زنان
اور اطفال کے فرماتا ہے اور منقول ہے کہ جو اپنی اولاد کو پیار کرتا ہے حقتعالی واسطے اوسکی ایک
حسنہ تحریر فرماتا ہے اور جو شاد کرتا ہے اپنی فرزند کو حقسبحانہ وتعالی روز قیامت اوسکو شاد فرمائیگا
اور جو اپنے فرزند کو قران تعلیم کرے حقسبحانہ وتعالی روز قیامت اوسکے مان باپ کو دو حلہ نور کے
ایسے عنایت فرمائیگا کہ تمام اہل حشر کے منہ اوس سے روشن ہو جائینگے اور جو اپنے اطفال کو
پیار نکرے وہ اہل جہنم سے ہے چنانچہ منقول ہے کہ ایک شخص خدمت جناب رسولخدا صلعم مین
حاضر ہوا اور عرض کی کہ مینے کبہی اپنے اطفال کو پیار نہین کیا جب وہ رخصت ہو کے چلا گیا حضرت نے
فرمایا کہ میرے نزدیک یہہ شخص اہل جہنم سے ہے اور چاہیے محبت اولاد کی برابر ہو نکہ بسبب علم
اور صلاح کے اگر بعض کو ترجیح دے تو مضایقہ نہین اور منقول ہے کہ ملعون ہے وہ شخص
کہ اپنے عیال کو ضایع کرے اور منقول ہے کہ جو بازار جاوے اور تحفہ واسطے عیال کے لاوے
بمنزلہ اوسکے ہے کہ گویا واسطے ایک جماعت فقرا کے تصدق لاتا ہے اور اونکو پہونچاوے
اور چاہیے کہ تحفہ لاوے پہلے لڑکیونکو دے بعد لڑکونکو بتحقیق کہ جو لڑکیونکو خوشحال کریگا
گویا اوسنے ایک بندہ آزاد کیا فرزندان اسماعیل سے اور جو لڑکونکو خوش کرے گویا وہ
خوف خدا سے رویا ہے اور جو خوف خدا سے گریان ہوگا وہ اہل بہشت سے ہے اور جسطرح
حقوق اولاد کے والدین کے ذمہ ہین اوسیطرح حقوق والدین کے ذمہ اولاد کے ہین

حقوق والدین

اور وہ بہت ہین اور رعایت اونکی حرمت کی عمدہ تر ابع اسلام سے ہے اور راضی رکھنا انکا اشرف طاعات الٰہی ہے اور نافرمانی انکی اور آزردہ کرنا اونکا منجملہ گناہان کبیرہ سے ہے اگرچہ ماں باپ کافر ہون چنانچہ منقول ہے کہ تین چیزین ایسی ہین کہ خدانے کسیطرح اونمین اجازت نہین دی ہے اول خیانت کرنا امانت مین خواہ نیک کی امانت ہو خواہ بدکی دوسرا وفا کرنا عہد و پیمانکا خواہ نیک سے عہد کیا ہو خواہ بد سے تیسری نافرمانی کرنا اپنے ماں باپکی خواہ نیک ہون خواہ بد لیکن امر واجب و خلاف شرع مین اطاعت اونکی نہین ہے اور فرمایا حضرت نے جو نیکی کرے اپنی عزیزون سے اور احسان کرے اپنی ماں باپ پر حق سبحانہ تعالیٰ اوسپر سکرات موت کو آسان فرماتا ہے اور ہرگز دنیا مین پریشانی اوس تک نہین پہنچتی اور ایک حدیث مین وارد ہے کہ نظر کرنا ابوین کیطرف ازروی مہربانی و رحم کے عبادت ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی چیز ایسی نہین کہ برابری کرسکے حقوق پدر کی مگر دو چیزین ایک یہہ کہ باپ غلام تھا اوسکو خریدکے دوسرے قرضہ اونکا اوا کرے خواہ زندگی مین قرضہ اونکا ادا کرے یا بعد مرنے کی اور حق ماں کا باپ سے زیادہ تر ہے چنانچہ اس حدیث سے

حقوق مادر

ظاہر ہوتا ہے کہ ایک شخص نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے عرض کی کہ کس شخص سے نیکی کرون حضرت نے فرمایا ماں سے تین مرتبہ اوسنے یوہین عرض کی اور حضرت نے فرمایا ماں سے نیکی کر چوتھی مرتبہ جب اوسنے پوچھا حضرت نے فرمایا باپ سے بعض علمانے اس حدیث سے یہہ نکتہ استخراج کیا ہے کہ چاہئے انسان کو کہ اپنی تئین گویا کہ غلام ماں باپکا بالاشتراک سمجھے کہ گویا تین ربع ماں کا مملوک ہے اور ایک ربع باپکا اور چاہئے کہ ایک آن نافرمانی انکی نکرے اور اونکی دعاے بد سے خوف کرتا رہے چنانچہ منقول ہے کہ تین دعائین مستجاب ہین ہرگز رد نہین ہوتین ایک دعا ماں باپ کی واسطے اولاد نکوکار کے اور دعای بد اونکی

واسطے لاابالی زبان سے کے دوسری دعای بد مظلوم سے کے حق مین ظالم کے اور دعاے خیر اوسکی واسطے
اوسکی کہ جو بد ادبی کرے اونکی اور اوسکے ظلم کا انتقام لے تیسری دعا مومن کی واسطے برادر
مومن کے جب اعانت کرے اوسکی اور دعای بد اوسکی جب باوجود قدرت اور استطاعت
اوسکی حاجت روا نکرے اور منقول ہے کہ تین گناہ ایسے ہین کہ سزا اور عقوبت اوسکی دنیا مین
بہت جلد ظاہر ہوتی ہے ایک حقوق و نافرمانی مان باپ کی دوسرے ظلم مخلوق خدا پر تیسرے
کفران نعمت بندگی نعمت ہو یا خدا کے اور منقول ہے کہ بوی بہشت جو ہزار سال کی راہ سے
دماغ مین پہونچیگی محروم رہیگا اوس سے وہ شخص کہ جو عاق ہو والدین کا اور ادنٰی نافرمانی
یہہ ہے کہ اونکی خدمت گذاری سے دل تنگ ہو اُف کرے چنانچہ تصریح اوسکی قران شریف
مین موجود ہے ولا تقل لہما افٍ نہ چاہیئے کہ نظر تند سے اونکی طرف دیکھے یا اونپر خشمگین ہو
اور حسن سلوک ابوین سے یہہ ہے کہ زندگی مین اونکی اونکو بہترین نفقہ دے اور نفیس نفیس
لباس پہناوے اور خوشترین مقام مین اونکو ساکن کرے اور مطیع ترین خادم اونکی خدمت
کو دے اور کلام کو اونکے رد نکرے اور اونکے حاجت کو اپنی حاجت پر مقدم رکھے اور
روبرو اونکے باواز بلند اور تند کلام نکرے اور نام اپنا اونکے نام سے مشہور کرے یعنی ابن فلان
تا نام اونکا صفحہ دہر پر باقی رہے اور رفتار مین اونپر پیش قدمی نکرے اور بیٹھنے مین اونسے
تقدم نکرے اور ایسا سلوک نکرے خلق سے کہ باعث اونکے دشنام کا ہووے اور بے اجازت
اونکی کسی امر مستحب پر اقدام نکرے اور بغیر رخصت اونکی اونسے مفارقت نکرے اسلئے
کہ ایک حدیث مین وارد ہے کہ ایک شخص نے چاہا کہ واسطے جہاد کے جاوے اور مان
باپ اوسکے پیر تھے اور اوس سے نہایت مانوس تھے اونہون نے مفارقت اوسکی گوارا نکی
صورت حال اونسے خدمت جناب رسول خدا صلعم مین عرض کی حضرت نے فرمایا کہ جہاد کو

سنجا اور قسم یاد فرمائی اور کہا کہ ثواب ایک شب کا تیرے پاس حال مین زیادہ ہی ثواب ایک
سال کے جہاد سے اور جب مرجائین تو واجبات اونکی اداکرین اور واسطے اونکی طلب
آمرزش کرے خدا سے اور جسطرح نفقہ اولاد کا ابوین پر واجب ہی اسیطرح نفقہ ابوین کا
اولاد پر واجب ہی اور نفقہ دینے مین غنا اور استطاعت اسکی اور احتیاج اور عجز واجب النفقہ
کا شرط ہے پس اگر قدرت کسب معاش کی رکھتے ہون تو اونکا نفقہ اس شخص پر واجب نہوگا
خواہ والدین ہون خواہ اولاد اور یہہ بھی شرط ہے کہ جسکا نفقہ واجب ہی وہ کسیکا مملوک نہو
اگرچہ فاسق یا کافر ہو اور اگر باوجود شرایط کے نفقہ ندے تو حاکم اوسپر جبر کریگا اور
ادنے نفقہ یہ ہے کہ کافی ہو اونکی کھانے اور پینے اور پہننے کو اور جسوقت کہ باپ نہو یا محتاج ہو تو نفقہ
پوتی کا دادا پر واجب ہے اور اسیطرح اگر بیٹا نہو یا محتاج ہو تو نفقہ دادا کا پوتی پر واجب
ہوگا اور باقی اقارب مثل بھائی اور بہن او چچا اور ماموں اور خالہ اور پھوپھی کے واجب النفقہ
نہین ہین مگر احسان اور حسن سلوک انسے مستحب ہے اور موجب ثواب عظیم ہے اور مراد
ذوی الارحام سے یہی لوگ ہین کہ اعانت جنکی باعث قبول اعمال اور افزونی عمر و مال کی ہے
اور قطع رحم انکا سبب کرتا ہے عمر و دولت اور زوال ہلاک نعمت سی چنانچہ حدیث مین
وارد ہے کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اگر تین برس کی عمر ہوتی ہے بسبب صلہ رحم کے تیس برسکی
ہوجاتی ہے اور اگر تیس برس کی ہوتی ہے بسبب قطع رحم کے تین برسکی ہوجاتی ہے اور
ایک حدیث صحیح مین وارد ہے کہ تین چیزین ایسی ہین کہ جو مرتکب اوسکا ہوتا ہے قبل
مرنیکے عقوبات اور سزا اوسکی پاتا ہے ایک ظلم کرنا دوسری قطع رحم کرنا تیسرے جھوٹ
قسم کھانا اور فرمایا کہ تین شخص داخل بہشت نہونگے ایک جو ہمیشہ شراب پیے دوسرے
جو ساحر ہو تیسری جو قطع رحم کرے پس لازم ہے کہ قطع رحم نکرے اگرچہ

صاحبان رحم مومن نہون اسلئے کہ اگر مومن ہونگے تو دوسرا حق اونکا ہے ایک حق رحم کا
دوسرا حق اسلام کا چنانچہ ایک حدیث اسپر دلالت صریح کرتی ہے اور منقول ہے کہ
فرمایا جناب رسولخدا صلعم نے کہ جو صلہ رحم کرے مین ضامن ہون اوسکا کہ خدا دوست رکھتا ہے
اوسکو اور روزی اوسکی فراخ کرتا ہے اور عمر اوسکی دراز فرماتا ہے اور داخل بہشت
کریگا اوسکو بلکہ بر لانا حاجت برادر مومن کا باوجود قدرت و استطاعت کے واجب ہے
اور جسطرح بغیر احتیاج کے سوال کرنا حرام ہے اسیطرح باوجود استطاعت و قدرت کے
محروم کرنا بھی حرام ہے اور سعی کرنا حوایج مومنین مین باعث اجر عظیم ہے چنانچہ منقول ہے
کہ ایک حاجت کسی برادر مومن کے بر لاوے خدا اوسکی لاکھ حاجتین بر لاتا ہے بروز قیامت
کہ ایک اونمین سے داخل ہونا بہشت کا ہے اور فرمایا کہ بر لانا حاجت مومن کا بہتر ہے ہزار
بندے آزاد کرنیسے اور ہزار گھوڑے راہ خدا مین بھیجنے سے اور جو شخص باوجود قدرت کے امتناع
کرے حاجت روائی مومن سے حقسبحانہ وتعالی روز قیامت اوسکو باروی سیاہ و چشم کبود
محشور کریگا اور ہاتھ اوسکے گردن مین بندھے ہونگے اور فرمایگا کہ یہ وہ شخص ہے کہ جسنے
خیانت کی خدا اور رسول مین پس حکم فرمایگا کہ اوسکو داخل جہنم کرین اور جو شخص سعی کرے
حوایج مومن مین پس جو قدم اس راہ مین اوٹھاتا ہے حقسبحانہ وتعالی بہتر ہزار فرشتو موکل
فرماتا ہے کہ اوسپر اپنے پرون کا سایہ کرین اور ہر قدم پر ایک نیکی واسطے اوسکے لکھین
اور گناہ اوسکے محو کرین اور جب کارسازی سے فارغ ہوتا ہے تو ثواب حج و عمرہ کا اوسکے
نامۂ عمل مین لکھتا ہے اور حدیث صحیح مین جناب امام محمد باقر ع سے منقول ہے کہ جس بندۂ
مومن مین یہ چار خصلتین جمع ہون حقسبحانہ وتعالی اوسکو بلندترین غرفہاے علیین
مین جگہ دیگا ایک یہ کہ یتیمونکی پرورش کرے مثل پدر رحیم کے دوسرے یہ کہ ادا ہی

حقوق مملوک

شکستہ دلونکی اور مشکل ہوا اونکے حوائج کا تیسرے یہ کہ بار او نہائی اور امداد کرے اپنی
والدین کی اور ہرگز روادار اونکی تکلیف اور آزردہ کی کا نہو جو تھے کہ اپنی مملوک پر ترحم کرے اور انکو
کار دشوار کی تکلیف نہ دے اور اونسے جہالت نکرے مخفی نرہے کہ حقوق مملوک سے یہ ہے
کہ اونسے اگر کوئی سہواً خطا ہو جاوے تو معاف کردے اور اگر عمداً خطا کرین اور مستحق تعزیر
ہون تو حد یا پانچ تازیانہ تک تعزیر دے سکتا ہے مگر بہ نرمی اور آہستگی اور منقول ہے کہ اگر
مملوک موافق طبیعت کے نہون تو اونکو آزاد کردیا بیع کرو اور بدترین مردم وہ شخص ہے

حقوق مالک

کہ اپنے غلام یا کنیز کو مارے اور چاہیے کنیز و غلام کو بھی کہ اپنے آقا کی اطاعت اور
فرمانبرداری کرین اور بغیر اجازت اونکی کوئی کام نکرین اگرچہ مستحب بھی ہو اور خوشی
مالک کی مقدم رکھے اپنی خوشی پر اور اگر بے اجازت آقا کی کہین چلا جائیگا تو نماز
اوسکی مقبول نہین تا اینکہ خدمت آقا مین حاضر ہو اور چاہیے آقا کو کہ اونکے نان و نفقہ
کا خیال رکھے اسلیے کہ نفقہ مملوک کا آقا پر واجب ہے اور اگر کوئی کسب و کاری کرے
رکھتے ہون یا جانتے ہون مگر اونکی نفقہ کو کافی نہو تو اتمام اوسکا آقا پر لازم ہے اور

حقوق حیوانات

حد اتفاق کی یہ ہے کہ موافق اور مملوک کے کہ جو اسکے شہر مین ہون اونکو بھی دے
اور اگر بہایم مثل اسپ و شتر وغیرہ کے جو اسکی مملوک ہون خواہ اونسے نفع ہوتا ہو خواہ
نہ نفقہ اونکا بھی اسپر واجب ہی بقدر کفایت حال اونکی یعنے اونکو بھوکا اور پیاسا نرکھی
اور اگر نہو سکے تو اونکو چھوڑ دے کہ گھاس وغیرہ کھالین فرمایا جناب صادق ؑ نے
کہ واسطے چار پایے کے اونکے صاحب پر چھ حق ہین نہ بار کرے اوسپر زیادہ اوسکی
طاقت سے اور اوسکی پشت کو مجلس قرار نہ دے کہ بیٹھا باتین کرے اور جب اوتری تو
پہلے اوسکے واسطے گھاس وغیرہ کی تدبیر کرے اور زیادہ مشقت اوسسے نلے اور اوسکے

منہ پر نہ مارے کہ وہ تسبیح خدا کرتا ہے اور جب پانی پر گذرے تو پانی انکو اوسپر عرض کرے کہ اگر پیاسا ہو پی لے اور فرمایا جناب رسولخدا صلعم نے کہ شب معراج دیکھا مینے ایک عورت کو کہ اوسپر عذاب ہوتا ہے پوچھا مینے حال اوسکا کہا گیا کہ اسنے ایک بلی کو باندہا تھا نہ کھلایا اوسکو نہ سیراب کیا اوسکو اور نہ چھوڑا کہ کچھ کھا لیتی تا اینکہ وہ مرگئی پس بسبب اوسکے وہ معذب ہی اور فرمایا کہ دیکھا مینے ایک عورت زانیہ کو خوشحال پس پوچھا حال اوسکا کہا گیا کہ یہ ایک کتے پر گذری کہ وہ پیاس سے ہانپتا تھا اسنے اپنا دامن کوئین مین ترکیا اور اوسکے منہ مین نچوڑا تا اینکہ وہ سیراب ہو پس بخش دیا خدا نے اوسکو اور جو حیوانات مثل کبوتر اور مرغ کے اسکے مملوک ہون انفاق اونکا بھی اسکے ذمہ مین ہے اور اگر کمی کریگا دینے مین تو حاکم اوسپر جبر کریگا یا انفاق کرے اونپر یا اونکو اپنی ملکیت سے رہا کرے اور جو لوگ اوسکے واجب النفقہ ہین اونکو اپنی زکوۃ واجب اور صدقہ واجب نہین دیسکتا ہان صدقہ مستحب اگر واسطے توسع حال کے دے تو مضایقہ نہین خاتمہ بیان بعض احکام طلاق مین ہے اور اوسمین چار فصلین ہین

فصل اول بیان طلاق اور اقسام طلاق مین ہی جان تو کہ صحیح ہے طلاق دینا بالغ و عاقل کا بقصد و اختیار بلا جبر و اکراہ پس اگر کوئی جبر کرے اور اوسکو ظن ضرر ہو اپنا یا بعض عیال کا پس ایسے وقت مین طلاق دینا اگرچہ تقیۃ لازم ہے لیکن وہ طلاق شرعی نہین اور چاہیے کہ صیغہ طلاق کا حضور مین دو عادلونکی مجلس واحد مین خود یا وکیل اوسکا واقع کرے اور دونون عادل مجلس واحد مین متوجہ ہوکر سنین اور دونون مرد ہون پس اگر غفلت یا بیہوشی مین یا بغیر قصد کے یا حضور مین ایک عادل کے یا ایک مجلس مین ایک عادل کے سامنے اور دوسری مجلس مین دوسرے مرد عادل کے سامنے یا حضور مین فقط عورتونکے

واقع کرے تو طلاق واقع نہوگی اور جس عورت کو طلاق دے چاہیے کہ اوسکو گرین دے اور
وہ اوسکی زوجہ دائمی ہو اور پاک ہو حیض و نفاس سے اگر مدخولہ تھی اور شوہر بھی اوسکا حاضر ہو تو
علم طہر کا رکھتا ہو جس طہر مین کہ طلاق دی ہے اور وہ طہر مواقعت نہو یعنے اوس طہر مین اوسکی
مقاربت نکی ہو اور اگر مقاربت کی ہو تو جبتک حیض نہ آئے اور وہ پاک نہو طلاق دینا صحیح نہین ہے
اور اسیطرح اگر طلاق دے زن منکوحہ مدخولہ کو ایام حیض مین یا نفاس مین باوجود حضور اور
علم کے تو بیہودہ ہے طلاق صحیح نہین ہوگی اور اگر پے در پے تین مرتبہ طلاق دے کر اوسکے درمیان
رجوع نکی ہو تو نزدیک علماے امامیہ کے ایک طلاق ہوگی اور موافق مذہب اہل خلاف کے
تین طلاقین ہونگی اور یہ حقیقت مین طلاق بدعت ہے اور اگر غیر مدخولہ ہو یا شوہر غائب ہو
کہ حال طہر و حیض سے واقف نہو سکے تو صحیح ہے اگر ایام حیض و نفاس مین واقع ہو جاوے
اور آزاد کرنا مملوکہ کا یا بیع کرنا یا ہبہ کرنا یا تحلیل کرنا زن مملوکہ کا اور تمام ہونا مدت متعہ کا
یا تحلیل کا یا بخش دینا بقیہ مدت کا زن متمتع بہا مین بجاے طلاق کے ہے اور صیغہ طلاق یہ ہے
کہ کہے زوجتی زینب طالق یا ہذہ طالق یا انت طالق یا زوجتی طالق اگر زوجہ ایکہی ہو اور اشتباہ
واقع نہو سکے والا جو لفظ دلالت کرے تعیین زوجہ اوسکو کہے اور اگر کسیکا وکیل ہو تو اسطرح
کہے زوجہ موکلی ہذہ طالق اور چاہیے کہ صیغہ طلاق کا بلفظ ماضی بقصد انشا واقع کرے نہ بقصد مستقبل
بطور خبر کے جیسا کہ صیغہ نکاح مین بیان ہوا اور تا مقدور عربیت سے عدول نکرے اور باوجود
قدرت کی زبان سے کہے اور تحریر و اشارہ کافی نہین اور چاہیے کہ لفظ صریح سے طلاق دے
پس اگر کہے زوجتی طلاق یا من المطلقات یا مطلقہ تو طلاق صحیح نہوگی ہر چند لفظ آخر مین
شیخ الطائفہ نے صحت کو قوت دی ہے لیکن ضعف سے خالی نہین اسواسطے کہ یہ خبر ہے
انشا نہین اور چاہیے کہ طلاق کسی شرط معلق نکرے اور تبعیض طلاق مین درست نہین

مثل اسکے کہ کہے اسکو انت طالق ثلثاً یا صد بار کہے انت طالق یا ثلثاً کہ انت طالق یا اربعۃ طالق اور معلوم ہو کہ
طلاق کی دو قسمیں ہین قسم اول طلاق بدعت یعنی وہ طلاق کہ جو شرع مین روا نہین اور وہ تین ہین
پہلی یہ کہ شوہر حاضر ہو اور عورت کو بعد دخول کے حیض مین یا نفاس مین طلاق دی یا سفر
مین گیا ہو اور اتنا زمانہ نگذرا ہو کہ عورت طہر مواقعت سے نکلے اور دوسری طہر مین داخل ہو
اوس شخص کا بھی طلاق دینا زن حایض کو بدعت مین داخل ہے دوسری طلاق دینا
عورت کا جس طہر مین دخول کیا ہے تیسری تین طلاق برابر دینا اسطرح سے کہ بیچ مین رجوع نکی ہو
اور محقق نے یہ تینون صورتین طلاق کی علی الاطلاق باطل کہی ہین لیکن آخر کی صورت کے
مطلقاً باطل ہونین تامل ہے قسم دوم طلاق سنت بالمعنی الاعم یعنے وہ طلاق کہ مذہب
شیعہ مین جاری ہے اوسکی دو قسمین ہین باین اور رجعی باین وہ طلاق ہے کہ جسمین ابتداً رجعت
نہو اور وہ پانچ عورتین ہین ایک زن غیر مدخولہ دوسری وہ عورت کہ سن یاس کو پہونچی ہو
یعنے حیض کی دیکھنے سے مایوس ہو اور وہ پچاس برس مین غیر قریشی اور نبطی مین اور ساٹھہ
برس مین ان دونون مین تیسرے وہ لڑکی کہ سن حیض کو نہ پہونچی ہو چوتھی زن مختلعہ یا مبارأۃ یعنی
جسنے کچھہ دیکر شوہر سے طلاق لی ہو جبتک کہ وہ اوس چیز کو پھیر نلے شوہر رجوع نہین
کرسکتا پانچوین زن مطلقہ کہ جسکو طلاق دیکے رجوع کی ہو اور پھر طلاق دیگی رجوع کی تیسری مرتبہ جو طلاق دیگا تو یہ
حرام ہوجایگی جب تک کہ ایک شوہر اور نکرے کہ اوسکو محلل کہتے ہین ازاد ہو یا بندہ اور محلل مین
شرط ہے نکاح دائمی کی اور مقاربت کی پس جب وہ شخص بلا جبر و اکراہ بشرایط معتبرہ اوسکو طلاق
اور عدہ طلاق گذر جاوے تب شوہر اول اوس سے نکاح کرسکتا ہے اور طلاق رجعی وہ ہے کہ جسمین شوہر
رجوع کرسکتا ہے خواہ رجوع کرے خواہ نکرے لیکن اگر زن مختلعہ نے جو کچھہ دیا تھا پھیر لیا
تو وہ طلاق رجعی کہلائیگا اسواسطے کہ اب مرد رجعت کرسکتا ہے اور باین بھی اسواسطے

کہ ابتدا ہی رجوع نہین کرسکتا تھا اور طلاق رجعی کی بہت اقسام ہین کہ حصر اونکا نہین ہوسکتا
ازانجملہ ایک طلاق عدی ہے یعنی وہ طلاق کہ جسمین شوہر اثنای عدہ مین رجوع اور وطی کرے
پھر جسوقت چاہے بشرایط معتبرہ طلاق دے دوسرے طلاق سنی بالمعنی الاخص ہے اور
وہ یہ ہے کہ عدہ مین رجوع نکرے بلکہ بعد از عدہ عقد جدید کرے اور یہ طلاق کبھی باین کے ساتھ
پائی جاتی ہے جسوقت کہ طلاق باین دیکے بعد انقضاے عدہ کے عقد جدید کرے
اور کبھی طلاق باین ہوتی ہے اور سنی نہین ہوتی جسوقت کہ عقد جدید نکرے اور کبھی بالعکس
ہوتا ہے مثلاً طلاق رجعی ہو اور عدہ مین رجوع نکرے بلکہ بعد از عدہ عقد جدید کرے اور اسیطرح
سنی اور رجعی کبھی جمع ہو جاتے ہین جیسا کہ اسی صورتمین مذکور ہوا اور کبھی طلاق سنی بغیر رجعی کے
ہوتی ہے جیسے کہ طلاق باین دیکر بعد از عدہ عقد کرے اور کبھی رجعی بغیر سنی کے پائی جاتی
مثلاً جسوقت کہ رجوع اثناے عدہ مین ہو اور محقق نے شرایع مین طلاق کی تین قسمین کی
ہین باین اور رجعی اور عدی اور عدی کی صورت یہ لکھی ہے کہ بشرائط معتبرہ طلاق دے
اور اثنای عدہ مین رجعت اور مقاربت کرے پھر طہر مواقعت سے نکلنے کی بعد طلاق دے
پھر رجوع اور مباشرت کرے پھر طلاق دوسرے طہر مین دے پس وہ حرام ہو جائیگی
اور محلل سے احتیاج ہوگی اور بعد محلل کے اگر شوہر اول عقد کریگا اور بطور سابق عمل مین
لائیگا تو پھر تیسری مرتبہ محلل کے حاجت ہوگی اور بعد طلاق دینے محلل کے اسی طرح اگر
پھر کریگا تو حرام موبد ہو جائیگی اور اس تقسیم سے طلاق عدی قسم رجعی کی نہین ہوتی ہے
بلکہ ایک اور قسم جداگانہ مطلق طلاق کی ٹھہرتی ہے اور بہتر یہی ہے کہ رجعی کی قسم ٹھہرائی
جاے اور فقط اصطلاح کا فرق نہین ہے جیسا کہ بعضے علمانے خیال کیا ہے بلکہ جب
قسم رجعی ٹھہریگی تو حکم بھی رجعی کا جاری ہوگا احکام طلاق رجعی ہرگاہ عورت کو بشرائط

طلاق رجعی

مذکورہ طلاق دے اور وہ عورت غیر ہو اون عورتون کی جو طلاق باین مین مذکور ہوئین تو اثنای
عدہ مین رجوع کر سکتا ہے اور جب تک وہ عورت عدہ تمام نکرے حکم زوجیت مین ہی یعنے مستحق نان
نفقہ کی ہے اور باہم اونکے توارث ہوگا اگر اثناے عدہ مین کوئی اون دونون مین سی مر جاوے
اور رجوع اسے کہتے ہین کہ شوہر اثناے عدہ مین اوسے کہی رجعت بہا یا کہی کہ مینے طلاق نہین دی
یا اوس سے مقاربت کرے یا بوسہ لے یا شہوت سے مس کرے اور رجوع کرنا ایسے وقت مین کہ مقاربت
اوس سے حرام ہو درست ہے مثل اسکے کہ زوجہ مطلقہ حایض ہو یا احرام مین ہو اور اسیطرح آگاہ کرنا
زوجہ کا طلاق مین ضرور نہین اسیطرح رجوع مین بھی اطلاع ضرور نہین پس اگر زوجہ غایب کو
طلاق دے اور عدہ مین رجوع کرے تو درست ہے اور گواہ کرنا رجوع مین ضرور نہین بلکہ مستحب ہے
اور اگر طلاق دیکر رجوع کی ہو پھر اختلاف ہو زوجہ کہے کہ دخول پہلے نہین ہوا تھا پس نہ عدہ ہے
نہ رجوع ہے اور مرد مدعی دخول کا ہو اور بینہ موجود نہون تو قول عورت کا ساتھ قسم کے معتبر ہو
اور اسیطرح اگر عورت دعوی کرے کہ عدہ تمام ہوا اور احتمال اتمام کا بھی ہو تو دعوے عورت کا
معتبر ہے اور زوجہ کو بے رنجش کے اور حالت مرض مین طلاق دینا مکروہ ہے
اور اگر مریض طلاق دے اپنی زوجہ کو رجعی ہو یا باین تو زوجہ اوسکی ایک سال تک وارث
اوسکی ہوگی مگر یہ کہ اثنای سال مین اوسنے دوسرا شوہر کر لیا ہو یا زوج اچھا ہو گیا ہو
تو نہوگی اور جسوقت زوجہ کی طرف سے دلمین کھٹکا ہو یا اداے حقوق سے اوسکے عاجز ہو
یا آپسمین ایسی نزاع ہو کہ امید التیام اور موافقت کی باقی نہ ہو تو ایسے وقت مین طلاق
دینا مستحب ہے اور اگر قسم کھاے وطی کی ایک مدت تک یا ظہار کرے تو بعد حکم حاکم شرع کے
طلاق دینا واجب ہوگا چنانچہ انشاء اللہ ذکر اسکا ہوگا اور جب تک عورت عدہ رجعی
مین ہو نان و نفقہ اوسکا شوہر پر واجب ہے تا وقتیکہ نافرمانی نکرے خواہ حرہ ہو خواہ کنیز

مملوکہ ہو یا غیر مملوکہ اور زن متمتع بہا کا ایام عدہ مین نان ونفقہ واجب نہین اور حرام ہے زن مطلقہ پر
کہ خانۂ شوہر سے کہین جائے جبتک ایام عدہ کے تمام ہون اور اگر کوئی ضرورت داعی ہو
تو بعد نصف شب کے جاوے اور قبل طلوع صبح کے چلی آوے اور عدہ باین اور عدہ وفات مین
شب باشی خانۂ شوہر مین واجب نہین اور نان ونفقہ باین کا نہین مگر یہ کہ حاملہ ہو پس نفقہ اوسکا
واجب ہے بنا بر نص قرآنی کے وان کن اولات حمل فانفقوا علیہن حتی یضعن حملہن ہرچند اسمین اختلاف ہے
کہ آیا یہ نفقہ اوسکی ذات کے واسطے ہو یا اوسکے حمل کے لیے ہے اور جسطرح مطلقہ خانۂ شوہر سے
نکل نہین سکتی اسیطرح شوہر پر بھی واجب ہے کہ اوسکو گھر سے نہ نکالے مگر یہ کہ کوئی امر
تازہ حادث کرے کہ باعث ملال کا ہو یا ایذای اہل وعیال کا فصل دوسری بیان عدہ مین
ہے عدہ اوس مدت کو کہتے ہین کہ عورت اوسمین منتظر رہے تاکہ رحم اوسکا نطفہ سے پاک ہوجاوے
یا محض تعبد کی راہ سے یا واسطے سوگ وغم شوہر کے اور عدہ کی دو قسمین ہین ایک عدہ طلاق
دوسرا عدہ وفات پس معلوم ہو کہ جو عورت آزاد ہو اور مدخولہ شوہر کی ہو اور صاحب عادت
معین ہو تو عدہ طلاق اوسکا علی الاشہر تین طہر مین اسطرح سے کہ ایک طہر وہ ہے کہ
جسمین طلاق دی گئی ہے اگرچہ وہ طہر کامل نہو بلکہ بقیہ طہر کا ہو اور پھر حیض کے بعد دوسرا
طہر شروع ہوگا اور بعد دوسرے حیض کے تیسرا طہر اور جب یہ طہر بھی کامل ہوجاویگا
اور حیض دیکھے گی تو عدہ اوسکا تمام ہوا خواہ شوہر اوسکا آزاد ہو خواہ غلام اور جو عورت
حائض نہوتی ہو باوجودیکہ سن حائض کا رکھتی ہے عدہ طلاق اوسکا تین مہینہ مین
پس اگر چاند دیکھتی ہے مثلاً طلاق اول رات تو تین چاند کا اعتبار کرے اور اگر کچھ دن چاند سے
گذر گئے تو اوسیقدر تیسرے چاند سے بھی حساب کرے اور یہی حکم کنیز مملوکہ کا ہے
جس وقت کہ آقا اوسکو آزاد کرے خواہ صاحب اولاد ہو خواہ نہ اور جو عورت کہ بالغ

عدۂ طلاق

یا صغیرہ ہو بنا بر مشہور کے عدہ اوسکا کچھ نہین اور بنا بر قول سید مرتضی اور ابن زہرہ وغیرہ ہما کے
عدہ طلاق اونکا بھی تین مہینہ ہین آور زوجہ غیر مدخولہ کا عدہ کچھ نہین آور عدہ طلاق زن
حاملہ کا وضع حمل ہے خواہ لڑکا سالم پیدا ہو خواہ ناقص آور اگر زن متمتع مدخولہ کی مدت
تمام ہوگئی ہو یا شوہر نے ہبہ کردی ہو تو اوسکا عدہ دو حیض ہین آور اسی طرح سے کنیز
منکوحہ مدخولہ اگر عادت معین رکھتی ہو تو عدہ طلاق اوسکا دو حیض ہین خواہ شوہر اوسکا
حرہ ہو خواہ غلام اور بعض روایات سے دو طہر ظاہر ہوتے ہین آور احتیاط اسمین ہی
کہ دو حیض کا اعتبار کیا جاوے کما فی شرح اللمعہ اگرچہ بعض علما نے اسکے احوط ہونے مین
کلام کیا ہے اس نظر سے کہ اگر کنیز کے ایام حیض منقضی ہو جاوین آور کچھ باقی رہجاسے
اوسوقت طلاق ملے یا زن متمتع بہا کی مدت متعہ اثناے حیض مین اسیطرح تمام ہو
یا بقیہ مدت کو مرد چھوڑ دے تو عدہ مین حیض محسوب ہو جائیگا پس احوط نہو الیکن
مقتضاے احتیاط یہ ہے کہ زمان عدہ مین دو حیض کامل کا اعتبار کیا جاوے
آور بقیہ حیض اول وا ابتداے حیض ثانی پر اکتفا نکی جاوے آور شہید ثانی کی یہی مراد ہے
چنانچہ دلیل مین ذکر کیا ہے کہ حیض ناقص کو حیض نہین کہتے ہین آور عبارت وہ نون
امر وبیز مشعر ہے بلکہ تصریح امر اول کی اونکے کلام مین واقع ہے مسئلہ اگر عادت
عورت کی معین نہو اور وہ مایس نہوتی ہو باوجود کہ سن حایض کا رکھتی ہو
تو عدہ طلاق اوسکا پینتالیس دن ہین مسئلہ اگر اثناے عدہ مین کنیز آزاد ہو جاوے
تو مثل زن آزاد کی ایام عدہ کی تمام کرے مسئلہ اگر کوئی حرہ بعد
طلاق کے تیسرے مہینہ حیض دیکھے تو عدہ اوسکا تین مہینہ کا باطل ہو جائیگا
اسواسطے کہ تین مہینہ کے عدہ ہونے مین شرط یہ ہے کہ خون نہ آوے چنانچہ محمد بن مسلم

اور روایات از راہ مین واقع ہوئی ہے پس لازم ہے کہ مدہ تین طہر کا اعتبار کرے پس اگر
تین مہینہ کے عرصہ مین یا زیادہ مین تین طہر ہوگئے فبہا اور اگر دوسرے یا تیسرے
حیض مین خون نہ آیا پس شبہہ حمل کا ہوا اور اس صورتمین بنا بر قول اکثر کے اوسکو چاہیے
کہ روز طلاق سے نو مہینے تک صبر کرے اگر اسمین حمل ظاہر ہوگیا تو عدہ اوسکا وضع حمل ہے
جب ہوئی اور اگر حمل ظاہر نہوا تو تین مہینہ اور صبر کریگی کہ یہ بمنزلہ تین طہر کے ہے
اور اگر کنیز ہے تو اسیطور پر دو طہر کا حساب کریگی اور عدہ طلاق کا روز علم سے ہے
یعنے جب زوجہ کو معلوم ہو کہ شوہر نے طلاق دی اور عدہ وفات کا روز وفات شوہر سے ہے
اور مدت اوسکی چار مہینہ دس دن ہین اگر عورت حرہ منکوحہ ہو دایمی ہو یا متعہ ہو یا مدخولہ
ہو یا غیر مدخولہ صغیرہ ہو یا کبیرہ یا یائسہ ہو یا غیر یائسہ عادت معین رکھتی ہو یا غیر معین شوہر
اوسکا غلام ہو یا ازاد اور یہی حکم ام ولد کا ہے اور جو کنیز کہ اپنے آقا سے
حاملہ ہو وہ بھی چار مہینہ دس دن عدہ وفات کا رکھیگی اور بعضے علما نے فرمایا ہے
کہ کنیز غیر حاملہ کا بھی عدہ وفات یہی ہے اور اگر کنیز منکوحہ ہو تو عدہ وفات اوسکا دو مہینہ
پانچ دن ہین اور عدہ وفات مین بنا بر مشہور کے حداد واجب ہے اور معنی حداد کے
ترک کرنا زینت کا ہے یعنے اچھے کپڑے اور رنگین لباس تو پہنے اور بعض علما نے کہا ہے
کہ سرمہ رنگ کا مضایقہ نہین ہے وہ میل خوردہ ہوتا ہے زینت اوس سے متصور نہین
ہوتی اور حق یہ ہے کہ بحث رنگ مین بیکار ہے اور حداد کا مدار زینت پر ہے اور زینت
کا حال باختلاف زمان و بلدان مختلف ہوتا ہے چنانچہ بلاد مین سرمہ رنگ سے بھی زینت
مقصود ہوتی ہے بلکہ بعض علماے نجف نے بھی اسی راہ سے کحلی رنگ مین تامل کیا ہے
پس احتراز لازم ہے اور چاہیے کہ خوشبو نہ لگائے سر مہندی اور اگر بسبب

سرمہ لگانا نہین

ضعف بصرہ وغیرہ کے سرمہ کی حاجت ہو تو سرمہ لگانا جائز ہے پس اگر شب کی لگانے اور
صبح کو چہرہ دھو ڈالنے سے ضرورت مرتفع ہو جاتی تو ایسا ہی کرے والا اگر دن کے لگانیکی بھی احتیاج ہے
تو دن کو بھی لگا سکتی ہے بقدر ضرورت کے اور چاہیے کہ مہدی نہ لگائے اور جو چیز کہ باعث زینت کی
ہوئیگا اوسکو بھی ترک کرے لیکن کنگھی کرنا بالون مین اور مسواک کرنا اور ناخن کاٹنا اور مکانات
رفیع اور نفیس مین رہنا اور اچھے فرش پر بیٹھنا حرام نہین اور اسیطرح لڑکون اور خادمون
کو بارآستگی رکھنا حرام نہین اور اس حکم مین سب ازواج برابر ہین یعنے صغیرہ او-
کبیرہ یائسہ اور غیر یائسہ حرہ اور کنیز مدخولہ اور غیر مدخولہ سوای کنیز مملوکہ کے کہ اسمین اختلاف ہے.
اور بنابر قول محقق اور شہید ثانی کے اور ظاہر کلام شہید اول کے واسطے کنیز کے حداد نہین
اور حدیث صحیح مین بھی تصریح اسکی ہے اور اگر زوجہ حاملہ ہو دائمی ہو یا منقطع کنیز ہو یا آزاد
عدہ وفات اوسکا ابعد الاجلین ہین یعنے اگر وضع حمل
پہلے ہو جاوے تو انتظار عدہ وفات کا کرے اور اگر عدہ وفات
پہلے گذر جاوے تو انتظار وضع حمل کا کرے اور اسیطرح جو عورت کہ شوہر
اوسکا مفقود الخبر ہو تو وہ بھی بنابر مشہور کے عدہ وفات کا رکھیگی بعد حکم حاکم کے
یعنے وہ عورت کہ جسکا شوہر مفقود الخبر ہو بہر حال اوسکو ہیولی ہے خواہ اوسکے عزیز اوسکو
نفقہ دین خواہ ندین اور اگر صبر نکر سکے تو حاکم شرع سے حال اپنا بیان کرے اور حاکم ایسے.
وقت مین زمان مرافعہ سے چار برس تک اوسکو منع کریگا اور اس مدت مین اوسکے شوہر کی
تلاش کریگا جس جانب کو گیا تھا اور اگر کوئی جانب معین نہو تو چارون طرف پس اگر خبر صحیح نملی تو حاکم اوسکی شوہر
کیطرف سے طلاق دیگا اور اولی یہ ہے کہ اجازت ولی کی بھی لیلے اگر ولی اوسکی شوہر کا موجود ہو اور وہ عورت بنابر مشہور کے
عدہ وفات کا رکھیگی اور نان ونفقہ ایام انتظار کا بیت المال سے ملیگا پس اگر اثنائے عدہ مین شوہر اوسکا

مسئلہ زن شوہر مفقود

اجاوے تو اولیٰ ہے اور اگر بعد انقضای عدہ کے آوے تو پھر قابو اوسکو نہین خواہ اوسنے دوسرا
شوہر کیا ہے خواہ نہ کیا ہو تنبیہ شیخ یوسف بحرانی نے رسالہ معمولہ میراث مین بعض معاصرین سے
اپنی نقل کیا ہے کہ اگر کوئی شخص مفقود ہوجاوے اور علم عادی اوسکی وفات کا حاصل ہووے
مثلاً اوسنے دریا کا سفر کیا اور واردین و صادرین سے حال جہاز کے غرق ہونے کا
مسموع ہو یا جنگلون مین یا لڑائیون مین گیا ہو اور اوسکی خبر معلوم نہو تو اوسکی زوجہ کو نکاح کرنا
بے مراجعہ کے جائز ہے اور پھر احتیاج چار برس کے تفحص کرنے کی نہین ہے اور شیخ بحرانی
خود بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے ہرچند ظاہر کلام اصحاب سے تعمیم حکم سابق کی مستفاد
ہوتی ہے اور عموم احادیث اور اصل استصحاب موید کلام اصحاب ہے اور ترک احتیاط ہے
سیما باب فروج مین اور تخصیص احادیث بمجرد ظن خلاف مسلک اخباریت ہے آرے اگر یقین
مرگ کا اوسکے بلوا القرائن ہوجاوے تو بالاتفاق احتیاج تلاش کی نہوگی مسئلہ عورت ذمیہ
مثل زن آزاد کے ہے عدہ وفات و طلاق مین بنابر مشہور کے اور جب کنیز مدخولہ کو چاہے
کہ بیع کرے یا کسیکو ہبہ کرے یا اوسکو آزاد کرے تو واجب ہے کہ اوسکا استبرا کرلے
اسطور پر کہ انتظار کرے تا اینکہ وہ حیض دیکھے اور اگر حیض نہ دیکھے باوجودیکہ سن رکھتی ہو
تو انتظار کرے تا اینکہ پینتالیس دن گذر جاوین بعد اسکے بیع یا ہبہ یا آزاد
کرے اور اسیطرح اگر مالک ہو کنیز کا بطور خرید کے یا ہبہ کے یا میراث کے تو مہلت
دے اوسکو تا اینکہ ایک بار حیض دیکھے اگر حیض دار ہو یا انتظار کرے پینتالیس دن کا
اگر حیض نہ آتا ہو باوجودیکہ سن رکھتی ہو اگرچہ مالک اول لڑکا ہو یا عنین ہو اور اگر
وہ کنیز حاملہ ہو مالک اول سے تو بنابر قول شہید اول کے وطی اوسکی حرام ہے جب تک
وضع حمل نہو اور بعضے اخبار مین بھی مطلق وارد ہے اور بنابر قول شہید ثانی کے چار مہینے

دس دن تک ابتداے حمل سے انتظار کرے اور بعد اسکے وطی مکروہ ہے اور بعض احادیث سے بھی یہی مدت ظاہر ہوتی ہے اور احتیاط قول اول مین ہے اور مدت استبرا مین وطی کنیز سے حرام ہے اور باقی انواع تمتع مباح اور درست ہین اور اگر دو عادل گواہی دین کہ مالک سے نے استبرا کیا ہے یا دوسرا مالک ایام حیض مین مالک ہوا ہے یا وہ کنیز صغیرہ یا یائسہ ہو یا غیر مدخولہ ہو یا مالک اوسکی عورت ہو تو ایسے وقت مین استبرا مالک ثانی سے ساقط ہے

فصل تیسری

بیان خلع و مبارات

خلع و مبارات مین ہے اگر نزاع و بیزاری جانب زوجہ سے ہوا ور وہ کچھ بطور فدیہ دیکر شوہر سے طلاق لے تو اوسکو خلع کہتے ہین اور اگر جانبین سے بیزاری ہو اور صیغہ طلاق کا واقع کیا جاوے تو اوسکو مبارات کہتے ہین اور صیغہ خلع کا یہ ہے کہ مرد کہے خلعتکِ علی کذا یا یہ کہے انتِ مختلعۃ علی کذا اور صیغہ مبارات کا بارأتک علی کذا ہے اور لفظ مختلعہ کا بکسر لام اور بفتح لام دونو احتمال ہے پس دونون طرح سے کہنا احوط ہے اور لفظ بارأت مین بعد رے کے ہمزہ ہے اور جسوقت کہ عوض معلوم ہو تو بعد لفظ علی کے اوسکو کہے مثلاً عوض مہر کے ہو تو کہے علی عوض المہر المعلوم اور تا بعقد و زوجیت ضرور ہے اور وکالت طرفین سے اور ایک جانب سے بھی ہو سکتی ہے اور بعد صیغہ خلع کے صیغہ طلاق کا بھی واقع کرے یا نہ اسمین اختلاف ہے شیخ ابو جعفر طوسے اور بعض قدما اور بعض متاخرین واجب جانتے ہین اور صاحب جواہر الکلام نے عدم جواز کو قوت دی ہے اور احتیاط قول اول مین ہے اور جناب سید العلما علیین مکان طاب ثراہ کا بھی عمل اسی پر تھا اور بعد صیغہ مبارات کے صیغہ طلاق کا واقع کرنا ضرور ہے اور چاہیے کہ کسی شرط پر متعلق نکرے مثل اسکے کہ اگر حاجی سفر سے آوینگے تو تو مختلعہ ہے اور جو چیز ایسی ہو کہ مہر مین دینا اوسکا درست ہو فدیہ مین دی سکتی ہے اور جو چیز مہر مین نہین دی ہو سکتا ہے فدیہ بھی اوسکا درست نہین ہے اور حد فدیہ کی شرع مقدس مین مقرر نہین جسقدر بتراضی طرفین کی ہو بلکہ مہر سے زیادہ

بھی ہو سکتا ہے لیکن مبارات مین زیادتی فدیہ کی مہر سے نہین جائز ہے اور معین ہونا فدیہ کا اور شخص ہو
اوسکا ضرور ہے اور چاہیے کہ شوہر بالغ و عاقل ہو اور بقصد و اختیار خلع یا مبارات واقع کرے
اور جس صورت مین کہ زوجہ مدخولہ غیر یائسہ کو خلع کرے اور شوہر حاضر ہو تو یہ شرط ہے
کہ عورت حیض مین نہو بلکہ جس طہر مین مباشرت کی تھی اوس طہر سے نکل کے دوسری
طہر مین داخل ہوتی ہو جیسا کہ طلاق مین گذرا اور کنیز مملوکہ اور زن متمتع سے خلع اور مبارات
درست نہین اور صغیرہ کے باب مین اختلاف ہے شیخ سے مبسوط مین اور فاضل ہندی سے
کشف اللثام مین عدم جواز منقول ہوا ہے اور نہایہ سے اور قواعد سے جواز کو نقل کیا ہے
اور چونکہ فرض مسئلہ نادر الوقوع ہے اسواسطے کہ لڑکے کو کراہت اور سوء مزاج کیا ہوگا
پس یہ بحث گویا بیکار ہے اور خلع مین کراہت جانب زوجہ سے اور مبارات مین کراہت
طرفین سے ہو پس با وجود انس و التیام کے اگر خلع یا مبارات کرین تو صحیح نہین اور
اس صورت مین فدیہ بھی مملوک زوج کا نہوگا اور زوجہ حاملہ کا خلع کرنا درست ہے
اور ضرور ہے کہ دو شاہد عادل نے صیغہ خلع و مبارات کو وقت واقع کرنے کے سنا ہو اور
حضور ان دونوں کا دفعۃ جیسا کہ شرایع مین ہے درکار نہین نبہ علی ذلک فی المسالک
اور جب تک عورت اپنی فدیہ کو نہ پھیرے شوہر رجوع بھی نہین کر سکتا اگرچہ ایام عدہ مین ہو
بلکہ احتیاج عقد جدید کی ہے اور اگر درمیان عدہ کے احدہما مر جاوین تو میراث اون مین
ساقط ہے بخلاف طلاق کے کہ اوسمین زمان عدہ تک توارث فیما بین ہوگا **فصل چوتھی**
ظہار اور ایلا اور لعان مین ہے پوشیدہ نرہے کہ ظہار کرنا لغۃ اپنی زوجہ کو اپنی ماں کی پشت سے
تشبیہ دینا حرام ہے اور ہر گاہ ایسا کرے گا تو وہ عورت اوسپر حرام ہے جبتک کفارہ
ظہار کا نہ دے اور اگر اور محارم نسبی یا رضاعی کی پشت سے تشبیہ دے مثل بہن اور پھوپھی کے

تو اوسمین اختلاف ہے اور مشہور یہ ہے کہ اس صورت مین بھی ظہار واقع ہوجاویگا اور اگر
سوائے پشت مادر کے اور کسی عضو سے تشبیہ دے تو اسمین دو قول ہین شہید ثانی علیہ الرحمہ قایل عدم وقوع
ظہار کے ہین بنا بر اصل کے اور بسبب ظاہر آیۃ کے اور بعضے احادیث کے اور بسبب ضعف روایت کے
کہ جو دلالت کرتی ہے وقوع ظہار پر اور لفظ ظہار کی بھی مناسبت پشت سے رکھتی ہے اور محقق کا بھی
میلان اسی طرف ہے اور صاحب جواہر نے وقوع ظہار کو قوت دی ہے او ضعف روایت کو شہرت
سے منجبر کیا ہے اور زوجہ کا مدخولہ ہونا شرط ہے بنا بر احادیث صحیحہ او عمل شیخ الطائفہ اور ابن
بابویہ اور اکثر متاخرین کے اور زوجہ متمتعہ اور کنیز مملوکہ پر ظہار کے ہونے مین اختلاف ہے علم الہدی
اور ایک جماعت قدما عدم وقوع کی قایل ہین اور شیخ الطایفہ اور ایک جماعت متاخرین سے
کہ اونمین شہید ثانی بھی داخل ہین وقوع کی طرف مایل ہین اور حدیث صحیح مین امام محمد باقر ع یا امام
جعفر صادق ع سے سوال کیا کہ ظہار حرہ اور کنیز پر ہوتا ہے فرمایا ہان اور شرط ہے کہ زوج بالغ اور
عاقل نے بقصد و اختیار ظہار کیا ہو اور آیا ظہار اضطرار مین بھی واقع ہوتا ہے یا نہین اسمین اشکال ہے
اور چاہیے کہ ظہار کو دو گواہ عادل نے مجلس واحد مین سنا ہو اور ظہار ایام حیض مین واقع نہو
بلکہ وہ طہر ہو کہ جسمین مقاربت نکی ہو جس صورت مین کہ شوہر حاضر ہو اور وہ عورت صاحب عادت ہو
یا سن مین اون عورتونکے ہو کہ حایض ہوتی ہین اور اگر ظہار کو کسی شرط پر موقوف کرے تو آیا ظہار
ہوجائیگا یا نہین اکثر علما قایل اسکے ہین کہ ہوجائیگا تصریح و تفریع کبھی ایسا ہوتا ہے
کہ شوہر کو عورت سے رنجش ہوتی ہے پس چاہتا ہے کہ بہانہ سے اوس سے چھٹکارا کر کے
مفارقت کرے پس اوسکو ایسے امر مین پہنسا دیتا ہے کہ بظاہر ظہار سے مضر نہو اور وہ ہمین
چاہیے کہ جدائی ہو اور کبھی مقدمہ بالعکس ہوتا ہے پس بنا بر تمرین اور تفریح ناظرین ایسی صورتین
لکھی جاتی ہے کہ جسمین زوجہ یا شوہر مخمصہ مین پھنسجائے اور اوسکی تدبیر بھی تحریر ہوتی ہے

اگر کس طرح سے نجات پاوے مثلاً شوہر کہے کہ اگر اس انار کو تو کھاویگی تو پشت تیری مثل پشت
مادر کے ہی اور اگر نہ کھاویگی تو بھی پشت تیری مثل پشت مادر کی ہی مخلصی اوسکی اسطرح سے ہی کہ سب انار کھاوے
اور دو تین دانہ چھوڑ دے مگر احتمال ہے کہ عرف مین چند دانونکا خیال نکرین اور یہی کہین کہ انار اپنے
کھالیا پس مخلصی نہوگی اور اگر کوئی عورت زینہ پر سے اوترتی ہو یا اوپر جاتی ہو اور شوہر کہے کہ اگر
تو اتریگی یا چڑہ جاویگی یا کھڑی رہیگی تو پشت تیری مثل پشت مادر ہے مخلصی اوس عورت کی اسطرح
پر ہے کہ اگر ممکن ہو تو کود پڑے اور نہین تو اور کوئی شخص اوسکو اوتار لے مگر اسکے اشارہ سے نہو
یا زینہ کو معہ اوسکی زمین پر لٹا دے یا اور زینہ پر یا اور کسی چیز پر پاؤن رکھ کے اوتر اوے لیکن
زینہ کے لانے مین دیر نہوے پاوے اور اگر کسی عورت کے منہ مین دانہ خرما ہو اور شوہر کہے کہ اگر
اسکو نگل جاویگی یا تھوک دیگی یا منہ مین اپنے رہنے دیگی فانتِ علی کظہر امی پس رہائی اوسکی اسمین ہے
کہ کچھ کھاوے اور کچھ تھوک دے اور اگر حوض مین عورت ہو اور مرد کہے کہ اگر کھڑی رہیگی اسی
پانی مین یا نکل آویگی فانتِ علی کظہر امی پس طریقہ رہائی کا یہ ہے کہ کوئی اور عورت اوسکو جلد
اوٹھا لے اور اگر آب جاری مین تھی مثل دریا کے تو امر سہل ہے اگر کھڑی بھی رہیگی تو ظہار نہوگا
اسواسطے کہ وہ پانی جسمین پہلے تھی وہ بہجاتا ہے باقی نہین رہتا اور اگر کسی عورت کے ہاتھ مین
کوزہ آب ہو اور شوہر کہے کہ اگر اسکو اونڈیل دیگی یا رہنے دیگی یا پیلے گی یا پلا دیگی تو پشت
تیری مثل پشت مادر کے ہی پس کپڑے مین اوس پانی کو اوٹھا لے اور اگر مرد نے کہا کہ
جو بات تو کہیگی مین بھی کہونگا اور اگر کہونگا فانت علی کظہر امی اور عورت نے کہا انت علی
کظہر امی پس اگر کہتا ہے تو بسبب اس قول کے ظہار واقع ہوا جاتا ہے اور اگر نہین کہتا ہے
تو بسبب شرط سابق کے ظہار مین مبتلا ہوتا ہے پس نجات اسطرح سے ہی کہ کہے تو کہتی ہے
انت علی کظہر امی ان صورتون کو شہید ثانی رہ نے مسالک مین لکھا ہے لیکن ان سب صورتون

ظہار معلق بشرط ہے پس بنا بر قول اکثر علما کے کہ ظہار مشروط کو بھی نافذ کہتے ہیں یہ تدابیر
ہیں اور اگر اصل سے جایز نہیں تو امر سہل ہے اور احتیاج حیل شرعیہ کی نہیں ہے مسئلہ ہرگاہ
عورت سے ظہار واقع کرے تو جب تک کفارہ ندے اوس سے وطی نہیں کر سکتا بمجرد ظہار کے
جس صورت میں کہ ظہار کو معلق بکسی شرط پر نکیا ہو لو اگر مشروط ہو تو بعد حصول شرط کے وطی
حرام ہو جائیگی اور اگر قبل از کفارہ وطی کریگا تو دو کفارہ اوسپر واجب ہونگے اور جسوقت
عورت مرافعہ کرے تو حاکم شرع مرد کو اختیار دیگا کہ یا کفارہ دیکر رجوع کرے اور یا طلاق دیوے
پس وہ اگر قبول نکرے تو حاکم تین مہینہ کی مہلت شوہر کو دے کہ وہ اپنے باب میں لحاظ کرے
پس اگر مدت گذر جاوے اور دونون امر مین سے کچھ نہ اختیار کرے تو حاکم اوسپر تنگی کریگا
اور اگر طلاق رجعی دیکر عدہ میں رجوع کرے تو بغیر کفارہ کے اوسپر حلال نہوگی اسواسطے
کہ وہ حکم زوجیت میں ہے اور اگر بعد گذرنے عدہ کے از سر نو نکاح کرے تو کفارہ بنا بر مشہور کے
[سرخی کفارہ ظہار]
ساقط ہے اور طلاق بائن میں بھی کفارہ نہیں اسواسطے کہ وہ عورت اجنبیہ ہو گئی اور کفارہ
ظہار کا بندہ ازاد کرتا ہے اور اگر نہو سکے تو دو مہینہ پے درپے روزہ رکھے اور اگر یہ بھی نہو سکے
تو ساٹھہ مسکین کو کھانا کھلائے اور اگر قسم کھائے کہ اپنی زوجہ سے وطی نکرونگا اور قصد اوسکے
[سرخی ایلا]
ضرر کا ہو تو اسے ایلا کہتے ہیں اور ایلا سے پانچ امر متعلق ہیں اول زوج دوسری زوجہ تیسرے
زمانہ ایلا کا چوتھے قسم پانچوین صیغہ پس زوج مین شرط یہ ہے کہ بالغ و عاقل ہو اور قصد و
اختیار رکھتا ہو اور حریت کی شرط نہیں ہے پس ایلا مملوک سے بھی صحیح ہے اور زوجہ مین
شرط یہ ہے کہ منکوحہ مدخولہ ہو حرہ ہو یا کنیز پس اپنے کنیز سے اور زن غیر مدخولہ سے ایلا صحیح
نہیں اور زن متمتع بہا مین اختلاف ہے سید مرتضی قایل وقوع ایلا و لعان کے ہیں اور
محقق اور شہید ثانی نے عدم وقوع کا حکم فرمایا ہے اور یہی ظاہر ہے اور لعان کی باب مین

حدیث صحیح مین وارد ہوا ہے لا ایلاء عن الرجل المراۃ التی قبنع بہا اور زمانہ ایلا کی تین صورتین
ہین ایک یہ ہے کہ کسیطرحکی قید نہو اسطور سے کہ قسم کھا کر کبھی تجھسے وطی نکرونگا دوسرے
یہ ہے کہ قسم کھائے کہ کبھی تجھسے وطی نکرونگا تیسرے یہ کہ مدت معین کرے یعنی اسطور سے کہے
کہ اتنی مدت تک وطی نکرونگا پس دونون صورت اول مین ایلا ہو جائیگا اور تیسرے صورت مین
اگر مدت چار مہینے سے زیادہ ہے تو ایلا ہوگا اور اگر چار مہینے سے کم ہے تو نہوگا اور قسم مین معتبر
یہ ہے کہ قسم شرعی ہو مثل واللہ یا باللہ یا تاللہ اور صیغہ ایلا کا مختص زبان عربی سے نہین بلکہ جس
زبان مین قسم کھائے ترک وطی پر بشرایط مذکورہ تو ایلا ہو جائیگا اور جسوقت مدت ایلا کی
معین ہو اور اثنای مدت مین رجوع کرے تو کفارہ دیگا اور اگر بعد مدت کی رجوع کریگا تو
کفارہ نہین اور اگر شرائط ایلا کی متحقق ہون اور عورت مرافعہ کرے تو حاکم چار مہینے کی شوہر کو
مہلت دیگا کہ اسمین یا کفارہ دیکر رجوع کرے یا طلاق دے اور اگر امتناع کرے تو حاکم
تنگی کریگا اوسپر اور کفارہ ایلا کا مثل کفارہ قسم کے ہے یعنے بندہ آزاد کرنا یا دس مسکینون کو
کھانا کھلانا یا دس محتاجونکو لباس پہنانا اور اگر یہ تینو امر نہوسکین تو تین روز روزہ
رکھے پے درپے سوال ایلا قسم کی قسم ہے پس وجہ کیا ہے کہ ایلا مین اضرار زوجہ کا
منظور ہوتا ہے حالانکہ اضرار مومن و مومنہ کا ممنوع ہے اور ایسے امر مرجوح پر منعقد نہین ہوتی
جواب ہر چند یمین و ایلا کو قسم کھانےمین اشتراکت و مطابقت ہے اور کفارہ مخصوصہ
مین موافقت ہے لیکن ایلا چند امر کی ساتھ مختص ہے اور فارق درمیان دونو کے
نص ہے پس یمین ایلا کی مخالفت کرنا کفارہ کے ساتھ جائز ہے اور یمین مطلقہ کا خلاف
کرنا جائز نہین اور ایلا کی یمین وطی نے الدبر سے منحل نہین ہوتی اور یمین مطلقہ منحل ہو جاتی
ہے اور زن مستمتع بہا کی ترک وطی پر اگر قسم کھائی ایلا صادق نہ آئیگا اور یمین اگر باشرائط ہوگی

منعقد ہو جاویگی اسی طرح اضرار زوجہ ایلا مین درکار ہے پس اگر دودہ کی اصلاح کے لیے
یا زوجہ کی بیماری کے خیال سے ترک وطی پر قسم کھائے یمین ہو جائیگی اور ایلا نہوگا اور
اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو تہمت زنا کی لگائے اسطرح پر کہ مینے خود مشاہدہ کیا ہے
اور گواہ نہون یا انکار کرے فرزند کا جو پیدا ہوا ہے باوجود احتمال اسکے کہ وہ لڑکا اسکا ہے
اور شوہر بالغ و عاقل ہو اور وہ عورت بھی حرہ بالغہ عاقلہ منکوحہ دایمی ہو اور مشہور
ساتھ زنا کی نہو بلکہ عفیفہ ہو اور گونگی اور بہری بھی نہو پس بعد لعان کے حد دونون سے
ساقط ہو جائیگی اور وہ عورت اوس شخص پر حرام مؤبد ہو جائیگی اور اگر گونگی
یا بہری ہوگی تو مجرد تہمت سے حرام مؤبد ہو جائیگی اور احتیاج لعان کی نہوگی اور
آیا مدخولہ ہونا زوجہ کا لعان مین شرط ہے یا نہین اسمین تین قول ہین قول اول یہ ہے
کہ مدخولہ ہونا شرط نہین ہے اور شارح لمعہ کا میلان اسطرف ظاہر ہوتا ہے اور
آیت مین لفظ ازواج کی عام واقع ہے کہ شامل ہے مدخولہ اور غیر مدخولہ کو دوسرا قول
یہ ہے کہ مدخولہ ہونا زوجہ کا شرط ہے اور صاحب جواہر نے اسی قول کو قوت دی ہے
اور عموم آیت کی تخصیص احادیث متعددہ سے فرمائی ہے اور بعض علما سے اجماع
بھی منقول ہوا ہے پس یہ قول خالی رجحان سے نہین اور تیسرا قول یہ ہے کہ اگر لعان
بسبب قذف کے ہو تو غیر مدخولہ سے ہوگی اور اگر بسبب نفی ولد کے ہو تو مدخولہ ہونا زوجہ کا
شرط ہے اور یہ قول ابن ادریس کا سرائر مین ہے اور اختلاف علما کو اسی قول پر محمول
کیا ہے اور کہا ہے کہ جو قابل شرطیت کے ہین غرض ان کی باعتبار نفی ولد کی ہے غیر قابل شرطیت کے
نہین ہین اونکی نظر قذف پر ہے اور یہ صلح عجب طرح کی ہے کہ متنازعین اسکے راضی نہین کما فی الروضہ
اور کیفیت لعان کی بنا بر اوس حدیث صحیح کے کہ صاحب جواہر الکلام نے باختصار نقل فرمایا ہے یہ ہے

ابن بابویہ نے فقیہ مین مفصلاً باسناد خود عبد الرحمن بن حجاج سے روایت کی ہے
یہ ہے کہ عباد بصری نے خدمت جناب صادق علیہ السلام مین عرض کی اور مین اوس وقت
حاضر تھا کہ کیونکر لعان کرے مرد وعورت کو حضرت نے فرمایا کہ ایک مرد مسلمان حاضر ہوا
خدمت جناب رسول خدا صلعم مین اور عرض کی کہ ایک شخص اپنے گھر مین گیا دیکھا کہ اوسکی
عورت سے ایک شخص ہمبستر ہے کیا کرے حضرت نے اوسکی طرف سے منہ پھیر لیا
اور وہ شخص چلا گیا اور اوسی شخص پر یہ امر گذرا تھا فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے
پس ان دونون کا حکم جانب خدا سے نازل ہوا پس جناب رسول خدا صلعم نے بلوایا
اوس شخص کو اور کہا کہ تو نے خود دیکھا تھا اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد کو عرض کی
اوسنے ہان کی حضرت نے فرمایا جا اور اپنی زوجہ کو لا کہ حکم خدا تیرے اور اوسکے باب مین
نازل ہوا ہے پس وہ گیا اور اپنی زوجہ کو لایا حضرت نے اون دونون کو سامنے اپنے کھڑا کیا
اور زوج سے فرمایا کہ چار مرتبہ گواہ کر خدا کو کہ تو سچا ہے اس امر مین فرمایا جناب
صادق ع نے پس اوسنے ادائے شہادت کی پھر فرمایا حضرت نے کہ ٹھہرا اور پند و نصیحت
کی اوسے پھر فرمایا حضرت نے کہ ڈر خدا سے کہ لعنت خدا شدید ہے پھر فرمایا کہہ
پانچوین مرتبہ کہ لعنت خدا ہو تجھپر اگر تو کاذب ہو پس کہا اوسنے پھر حضرت نے اوسے حکم کیا
کہ ہٹ جا اور فرمایا حضرت نے عورت سے کہ تو چار مرتبہ گواہ کر خدا کو کہ زوج تیرا کاذب ہے
اس امر مین جو حضرت فرماتے ہین کہ اوسنے کہا پھر خاموش کیا اوسکو اور نصیحت فرمائی
اور کہا کہ خوف کر غضب خدا سے تحقیق کہ غضب خدا شدید ہے پھر فرمایا کہ کہہ پانچوین مرتبہ
کہ غضب خدا ہو تجھپر اگر شوہر تیرا سچا ہو جس امر مین کہ تجھکو متہم کیا ہے پس کہا اوسنے
پھر جدا کر دیا حضرت نے اون دونون کو اور فرمایا کہ تم دونون آپسمین کبھی نکاح نہین کر سکتے

بعد اسکے کہ ملاعنہ کیا تم دونون نے اور صورت شہادت کی یہ ہے کہ پہلے مرد کہے اشہد باللہ
انی لمن الصادقین فیما رمیتہ بہ زوجتی من الزنا وغیرہا پھر کہے پانچوین مرتبہ ان لعنۃ اللہ علیہ
ان کان من الکاذبین اور اگر ولد کی بھی نفی کرتا ہے تو اتنی عبارت پانچوین مرتبہ بڑھا دے
وان ہذا الولد الذی ولدتہ من الزنا وما ہو منی پھر عورت کہے چار مرتبہ اشہد باللہ انہ لمن الکاذبین
فیما رمانی بہ من الزنا پھر کہے پانچوین مرتبہ ان غضب اللہ علیہا ان کان من الصادقین
اور واجب ہے کہ مرد و عورت دونون وقت لعان کے سامنے حاکم کے یا وہ شخص کہ
اوسکی طرف سے منصوب ہے کھڑے ہون اور زبان عربی مین صیغہ لعان کا حسب ترتیب سے
کہ بیان ہوا ادا کرین اور پہلے مرد لعان کرے پھر عورت اور اگر اوسکی دو بی بیان ہون
تو جس سے کہ لعان کرتا ہے اوسکو معین کرے اور نام و نسب سے تمیز دیدے اور اگر اوسکی طرف
اشارہ بھی کرے تو بہتر ہے اور اگر ایک زوجہ ہے تو زوجتی کہنا کافی ہے اور
مستحب ہے کہ وقت لعان کے حاکم پشت بقبلہ بیٹھا ہو تا کہ منہ اون دونون کے قبلہ
کیطرف ہون اور مرد حاکم کے سامنے داہنی طرف اور عورت مرد کے داہنے جانب اور مرد سا
مجلس مین اور لوگ بھی ہون کہ سنین اور حاکم نصیحت کرے مرد کو بعد ادائے شہادت کے
اور قبل صیغہ لعنت کے اور عورت کو نصیحت کرے بعد شہادت کے اور قبل صیغہ غضب کے پس
جس لڑکے کا انکار کیا ہے وہ اُسکا وارث نہوگا اور نہ یہ اوسکا وارث ہوگا مگر یہ کہ
بعد لعان کے پھر اقرار کرے تو لڑکا اسکا وارث ہوگا نہ یہ لڑکے کا پس اگر مرد اثناء
لعان مین اپنے دعوی کی تکذیب کرے یا نکول کرے تو حد قذف کے اوسپر جاری
ہوگی کہ وہ اسّی دُرّے ہین اور اگر عورت امتناع کرے گی تو اوسپر حد زنا کی جاری ہوگی کہ وہ
سو دُرّے ہین اور باقی احکام اسکے کتب مبسوطہ مین مرقوم ہین بنابر اختصار کے اسیقدر پر اکتفا کیا فقط

صورة ما کتب بعض احبا ئی تقریظاً علیہا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زینت شواہد مضامین رعنا محررت طرازی اوس مالک کون و مکان کی ہے کہ جسنی صورت
انسانیکو ایک قطرہ آب سے بنایا اور زیور وجود پہنا کر بمقتضاے کمال حرمت وجود فضل و
کمال سے آراستہ فرمایا فلہ الحمد علی جزیل احسانہ و انعامہ اور حلیۂ عرائس عبارات زیبا مدحت پردازی
اوس محبوب خالق انس و جان کی ہے کہ جسنے خواستگاران شاہد شریعت کو طریق وصول
وحصول دکہلایا اور بوفور شفقت و رافت حرام و حلال مین فرق و امتیاز سکہلایا علیہ نوالہ
و الائہ الصلوۃ والسلام علیہ و علی آلہ و عترتہ و اصحابہ اما بعد شیفتگان خرائد حدیث شیرین
دفتر نفیکان عرائس کلام نگین پر مخفی و پوشیدہ نرہے کہ اس رسالہ رائقہ و عجالہ ذائقہ کو
کہ باوصف صغر حجم و وجازت نظم بسبب رشاقت عبارت لطیف و وثاقت مسایل شریف
گویا روضہ ہے ریاض بہشت سے اور قصر ہے قصور فردوس عنبر سرشت سے ہر مسئلہ
اسکا حور ہے آمادہ جلوہ کے لئے بی طالبان اور ہر صفحہ اسکا آئینہ عروس و پری رونمائے
راغبان عبارت مسلسل آبدار حمایل گردن خواہشمندان ہے مضامین سنجیدہ تابدار
طرۂ سر سربلندان ہے محاورات شستہ فقرات جستہ الفاظ مانوس عاری و
اور غرابت سے خالی اطفال معانی آغوش الفاظ مین گویا مین منتظر شفقت ناظرین
گویا مین بجد و جہد تمام و سعی و کوشش مالا کلام جناب شیخصاحب جامع کمالات صوری و
معنوی حاوی فضایل و فواضل ظاہری و باطنی عالم معالم دین عارف معارف یقینیہ
رافع اعلام شرائع اسلام ناشر رایات و آیات الحکمۃ انام موہبۃ الطاف خفی و جلی
دی الطبع الوقاد الفضل الے حضرت شیخ امراؤ علی صاحب دام فضلہ الجلیل و عم فیضہ الجمیل

کتب مشہورہ متداولہ سے کہ جسپر مدار احکام شرعیہ اور استنباط مسائل فقہیہ کا ہے
مثل شرایع الاسلام وشرح لمعہ وجواہر الکلام وغیرہ سے استخراج واستنباط فرماکر
زبان اردو روزمرہ حال مین تحریر فرمایا اور علت غایہ تحریر اس ذخیرہ شفیقہ کی زبان اردو
مین یہ ہے کہ فائدہ اسکا عام اور نفع اسکا تام پسند اولی الالباب ہو اور مایدہ عائدہ
عموماً بالخصوص اخوان ایمانے احباب ہو کہ صاحبان سواد واستعداد کتب عربیہ اور
احادیث نبویہ سے بخوبی مستفیض ہو سکتے ہین لیکن جو حضرات فہم زبان عربی وفارسی سے
عاری ومجبور ہین وہ اس نعمت سے البتہ محروم ومعذور ہین وہی اسکے خواستگار اور
درحقیقت اسکے سزاوار ہین نہ یہ کہ بسبب عجز از بلدی زبان عربی وفارسی اس راہ کو
اختیار کیا کیونکہ استنباط انتخاب مسائل شرعیہ کتب عربیہ سے اہم مہام اور ایک
نہایت عمدہ اور مشکل کام ہے نہ ہر شخص کو سزاوار ہے اور نہ ہر ایک کو اسپر اقتدار ہے
یہی ایک برہان قاطع اور دلیل ساطع ہے اونکی لیاقت علمی اور استعداد اور
فضل کلی اور کل سواد پر علاوہ اسکے رسائل مصنفہ اونکے مثل متاع الآخرۃ اور آئینہ جلی
شاہد عادل العرا اونکے فضل کے بہت اچھے ناقل ہین جو شخص اونکی فضل وکمال سے واقف ہے
وہ واقف اسے حاجت توصیف کی نہین اور جو جاہل ہے وہ جاہل ہے اوسکو ضرورت
تعریف کی نہین لیکن فی الواقع دنیا محل اعتبار ہے اسمین وقع اور اعتبار درکار ہے
اور روقع واعتبار بے مددگاری بخت سخت دشوار ہے اسکی تمنا بیکار ہے جو برسر کار ہے
اوسی پر مدار کار ہے جب زمانہ برسر عناد ہوتا ہے کیسا ہی لائق ہو بے اعتماد ہوتا ہے
سے چو در کیسہ لعل بول نیست ۔ سخن گرچہ لعل است مقبول نیست ؛ دنیا کا
یہی حال ہے صعوبت وپریشانی دلیل فضل وکمال ہے اور جو عقل سے خالی احمق سی بہرہ ہین

وہی عیش وراحت سے محفوظ ہین اور آسیب زمانہ سے محفوظ ہین سـ٥ کچھ نہین گردش
دوران سے ضرر سفلہ کو ٭ سو برس تک بھی نڈوبیگا بھنور مین تنکا ٭ ہمیشہ سے زمانہ کا یہی
حال ہے کہ درپے اذلال ارباب کمال ہے ایذا رسانی اہل کمال کی اسکا کام ہے اونکی
رنج وپریشانی سے اسکو راحت وآرام ہے سـ٥ پریشانی مین دیکھا ہمنے سب اہل کمالونکو ٭
ہوا معلوم عداوت ہے اس سفلہ پرور کی ٭ القصہ بعد نظم وترتیب وتصحیح وتہذیب کے
مولانا الاعظم مستند افاضل العرب والعجم اسوۃ المتکلمین عمدۃ المتفقہین صفوۃ المحدثین
قدوۃ المفسرین سید الاعالے مستند ارباب معالی عارف دقائق صحیح وحسن ناقد احادیث
وسنن شارق مشارق انوار اخبار طالع مطالع اسرار ایات وآثار کاشف مشکلات عقلیہ
فاتح مغلقات نقلیہ مظہر الاسلام والاحکام مظہر الحلال والحرام خیر الخلق افضل الناس
جناب آقاے مفتی سید محمد عباس لازال لدین الحنیف ظہیرا وللشرع المنیف مجیرا
تعریف اور توصیف اوس جناب کے چھوٹا منہ بڑی بات ہے ذات بابرکات اونکی جامع
جمیع صفات کمالات ہے کون ہے جو اونکا مداح نہین اور اونکی مدارج علیا اور مراتب
قصوی سے آگاہ نہین ہر شخص اونکی ثنا طرازی مین عذب البیان ہے اور مدحت
پیرائی مین تر زبان ہے مرغ صریر کلک وقت تحریر ستایش صفیر بلبل شاخسار طوبیٰ سے
اور زبان وقت تقریر ثنا ایش طعنہ زن نطق عیسی ہے تالیف وتصانیف اونکی افزون
اسے سے کہ احاطہ اور بیان کے جائین اور لطایف اور ظرایف زیادہ اسسے ہین کہ تعداد
اور شمار مین آئین بنا بر مزید احتیاط کے گذرانا اور جناب ممدوح نے بعد ملاحظہ بغور تمام اور
تصحیح مقام اور مقابلہ کتب مجولہ سے صحیح ودرست فرمایا اور پیشانی نورانیکو اس رسالہ کے
دستخط خاص مزین کیا اور ایک تاریخ اسکی جو بعد ملاحظہ انشاء اللہ وبدایتہ ارشاد

فرمائی تیمناً و تبرکاً قلمی ہوتی ہے کہ اول سے آخر تک کسقدر رعایات لفظیہ و معنویہ سے مملو ہے اوسکے حسن و خوبی مین کسکو جائے گفتگو ہے غرض اس ہیچ مرز نے ایک قطعہ تاریخ تالیف اس رسالہ کی فکر کی کہ یادگار او رتا بقا ہونا اس صحیفہ منیفہ کے صفحہ دہر ناپائدار پر پائدار و برقرار رہے ذیل تاریخ جناب ممدوح کی لکھی کہ عیب اسکا بسبب اوسکی حسن و خوبی کے چھپ جاوے چشم ناظر اوسکے حسن و خوبی مین ایسے محو ہو کہ اسکے عیب و نقص تک نہ پہونچے کہ ذیل عاطفت بزرگان ساتر عیوب ہیچمدان ہے۔

قطعہ تاریخ از جناب خیر الخلق افضل الناس جناب مفتی سید محمد عباس صاحب

ترویج کے مسائل جنکے تھے لوگ سائل		ترویج کو تھے قابل لکھے ہین وہ نفائس
ہے عید کا مہینہ لیلی یہی خبر ہے		دنیا کا ہو نہ طالب دیدے طلاق مائس
برجستہ ہے یہ مصرعہ تاریخ سے مرصع		گویا کہ رشک حوران ہے حلیۃ العرائس

۱۲۸۷

قطعہ تاریخ از صاحب تقریظ متخلص بہ اسلمی

از نہان خانہ عدم بوجود		شاہد شرح کام فرسا شد
زیور ختم چون کشید ببر		شکل حور جنان سراپا شد
اسلمی بہر ختم تالیفش		سال تاریخ را چو جویا شد
ہاتفش گفت از سر شادی		جلوہ گر بین عروس رعنا شد

۱۲۸۷

قطعہ تاریخ از مولف

عروس نور افزائے شریعت		چو با زیبایش و زینت عیان شد
بگفتم مصرع تاریخ ختمش		سراپا شکل حوران جنان شد

۱۲۸۷

اما بعد چون این عروس زیبا و شاہد رعنا بحسن و توجہ وافر و التفات خاطر عاطر جناب والامراتب عالی مناصب نیر آسمان جلالت کوکب سپہر ایالت صاحب جاہ و جلال قدردان اہل علم و کمال امیر مسند اجلال رئیس کشور اقبال المشتہر بین الجمہور منشی نول کشور صاحب دام اقبالہ زیور طبع دربر کشیدہ و بمنصۂ شہود جلوہ گر گردیدہ قطعہ تاریخ این طبع شریف طبع الیف خاطر پرستہ بر صفحۂ روزگار نوشتہ کہ یادگار بودہ باشد فقط ۰۰

قطعہ تاریخ

بعنایات صاحب سند جہان	غنچۂ بوستان تازہ شگفت
موج زن گشت قلزم اسرار	کلک سخن گوہر معانی سفت
شوکت آمد نسیم بہار	خار غم از ریاض محنت رفت
از تمنای دیدہ مشتاق	شب چو در انتظار یار نخفت
شہرت این نگارش ایاب	عصمت راز را در رجہ نہفت
مرحبا طبع مالک مطبع	عالم از کار خیر مژدہ شنفت
ملہم غیب از سر اقبال	زینت حلیۃ العرائس گفت

۱۲۸۸

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ کہ کتاب مستطاب حلیۃ العرائس مطبع جناب منشی نولکشور صاحب مقام لکھنؤ مین ماہ صفر المظفر ۱۲۸۸ ہجری طبع ہوئی

SALAR JUNG ESTATE LIBRARY
(Oriental Sec...)
URDU PRINTED BOOK
Access...

غلطنامہ حلیۃ العرائس

شمار صفحہ	تعداد سطر	غلط	صحیح	شمار صفحہ	تعداد سطر	غلط	صحیح
٢	١	تنبہ	تنبیہ	٧	١٨	ناچیزونکو	ناچیزونکو
"	١	تورغب عنہا	ورغب عنہا	١٥	٥	یعنی جوشقت	یعنی مشقت
"	٣	عقدہا	عقدہا	١٦	١	عدۃ	عدہ
"	٥	امارۃ	امارہ	"	٢	موید	موبد
"	٦	اورانوال	اوراقوال	"	٣	اسیری	سبتری
		علمای کرام اور	علماے کرام	"	٥	موید	موبد
		کتب	کتب	"	٦	"	"
٣	٢	زشت ز و	زشت رو	١٠	٢	عدۃ	عدہ
"	٨	غدار و ز و فا	غدار و بی وفا	"	٥	موید	موبد
"	٩	حزاید فواید	خزید فوائد	"	–	"	"
"	١٢	زاہد	زاہد	١٩	١	ٹہری اورکے	ٹہری سکے اور
٤	٣	زمین گبر	زمین گیر	"	١٠	خوالہ	حوالہ
"	١٢	مطالب خاتمہ	مطالب وخاتمہ	٢٠	٦	بذام	جذام
٥	١٠	وانکہوا	وا انکہوا	١١		ذریت	حریت
"	١٤	عما	عمامہ	"	٤	کاڈکے	کافرکے
٦	١٠	النکاخ	النکاح	"	١٠	زوجہ لو	زوجہ کو
"	١٣	اوس ہی کہ کو	اوس گہرکو	"	١٢	ارا د	آزاد
	١	ساقط	ساقط	"	١٥	اتیاز	اختیار
"	٣	اخوہین	اخرہین	٢٢	٢	ہونگی	ہوینگی
"	١٣	کرتی ہین	کرنی ہین	"	١٣	درشیزہ	دوشیزہ
"	١٦	دلونکو	دلونکو	٢٣	٦	نہین ہوسکتا	نکاح نہین ہوسکتا
٨	٦	کہوتا	کہونا	"	٦	مختاردہ کیل	مختار و وکیل
"	١٢	چنانچہ حدیث	حدیث	"	١١	امار یا ب	اورباب
"	١٤	اعاذیا	اعاذنا	٢٤	١٢	سقیہ	سفینہ
٩	٩	رتی	کرتی	٢٥	٤	کہ نا	کرنا
"	١٣	ہی ہی	سی سی	"	١٦	ہوتا	ہونا
"	١٥	مرتبیہ	مرتبہ	٢٦	٢	اورزن مومنہ	زن مومنہ
١٠	٨	ہدایۃ	ہدایہ	"	٨	امرخالد	اورخالد
١١	٢	خلقا	خلفا	"	١٥	مان	ہان
"	٣	اور منہ ہاتہ	منہ اور ہاتہ	"	١٦	اورہوسونگی	گواہ ہونگی
"	٦	سکہ	یہہ کہ	"	١٩	علی الاستہر	علی الاشہر

شمار صفحہ	تعداد سطر	غلط	صحیح
۲۶	۱۹	تین ہی	نہین سے
۲۸	۲	بالفعل	یا بعض
〃	۱۳	مقدار بومہر کے	مقدار مہر کے
〃	۱۷	اگرچہ ہی ہے	بہی ہی
۲۹	۸	بولایت نکاح ہوا ہی	بولایت ہوا ہی
〃	۱۲	وان تعفو	وان تعفوا
〃	۱۴	عقدا ہی	عقدہ ہی
۳۱	۱۰	پس وہی	پس ولی
〃	۱۷	انشا نہ کا	انشا کا نہ
۳۲	۴	وصلی	وصلی اللہ
〃	۸	کسی کی	کسی
〃	۹	بواسطہ یا کے	بواسطہ با کے
〃	۱۰	اگر اسیطرح	اگر سیطرح
〃	۱۳	خواہند	خواہندہ
۳۳	۹	یا زفاف کرنا	یا زفاف
۳۸	۱۳	لہ یجاب	ایجاب
〃	۱۵	ماضی	بلفظ ماضی
۳۹	۱۵	اظہار	ظہار
۴۱	۱۲	کنیز بک	کنیز
۴۳	۴	اور احادیث سی ہی	اور احادیث ہی
〃	۵	قوی ہی	فوری ہی
۴۴	۱۹	اوس سے	اوسی
۴۵	۱۰	تین ہو کے	نہین ہو کے
〃	۱۱	صورتین تین	صورتین ہین
۴۶	۱۳	اسکی	اوسکی
۵۰	۴	اپنی راہی راز	اپنی راز
〃	۱۲	یا اجازت	یا اجازت سے
〃	۱۸	متمتع بہلادر	متمتع بہا اور
۵۲	۶	ہوی	سوئی
〃	۱۷	ادنہ	اور نہ
〃	۱۸	دوسرہ وجہ	دوسرا زوجہ
۵۳	۵	منتقی	منتفی

شمار صفحہ	تعداد سطر	غلط	صحیح
۵۳	۱۷	تابع	بایع
۵۴	۶	زن اجنبی	زن رجعی
۵۸	۱۸	اردنہ	اردۃ
۵۹	۱۴	مصانت	حضانت
۶۱	۱۵	اور اور اونکو	اوراو
۶۲	۲	البی	الہی
〃	〃	سے ہی	کی ہی
۶۳	۹	بہ جا سکہ	بچ جائیگا
〃	〃	تندلیسی	تندسی
۶۴	۱۲	دردہ ہی	وارد ہی
۶۶	۵	مکر اور آہستگی	مگر بہ نرمی او آ
۶۸	۱۵	بطور	نہ بطور
۶۹	۱۷	طلال	طلاق
۷۳	۶	حرہ ہو	حر ہو
۷۴	۱	اور روایات ازراہین	اور روایت ازرا
〃	۱۵	میل خوردہ	میل خورہ
۷۷	۱۱	عواص	عوض
〃	۱۸	متعلق	معلق
۷۸	۸	ہونی ہو	ہوئی ہو
〃	۱۷	پوشیدہ تری	پوشیدہ نرہ
〃	۱۹	ضاعی	رضاعی
۷۹	۱۲	عاقل	عادل
〃	۱۸	چاہی کی	چاہئے کہ
۸۰	۲	مل پشت	مثل پشت
〃	۷	یار نہ کہ	بازنیہ کو
۸۱	۱۴	حویت	حریت
۸۳	۱۵	اشتراکت	اشتراک
۸۴	۹	ہان کی	ہان
〃	۱۷	پانچون	پانچوین
۸۶	۹	نوایقہ	خلایقہ
〃	۱۲	جگہ جاہی	جلوہ گری
۸۸	۱۲	[illegible]	[illegible]